اسلامیات

و

قرآن مجید باترجمہ

(لازمی)

برائے

جماعت نہم

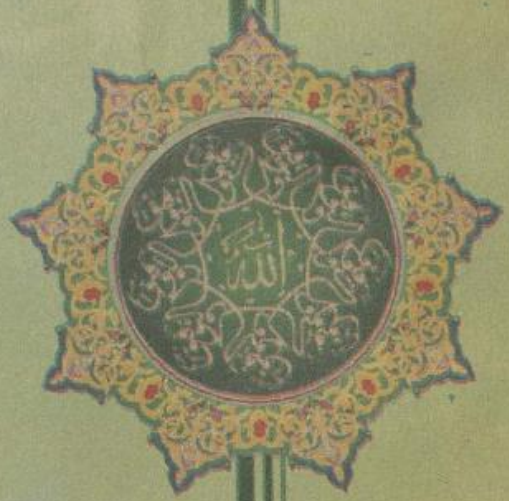

بلوچستان ٹیکسٹ بک بورڈ۔ کوئٹہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عزیز طلباء

بلوچستان ٹیکسٹ بورڈ طلباء کے لئے درسی کتب کی تیاری پر معمور ہے۔ بورڈ اس سلسلے میں نامور ماہرین تعلیم کی خدمات سے استفادہ کرتا ہے جو شب و روز کی عرق ریزی کے بعد کتابوں کو آخری شکل دیتے ہیں۔ اگرچہ کتابوں کے مواد اور معیار کو بہتر بنانے کے لئے ہم مسلسل کوششیں کر رہے ہیں اس کے باوجود بھی بہتری کی گنجائش برقرار رہتی ہے، غلطیوں کے امکانات کو رد نہیں کیا جاسکتا۔ اس پس منظر میں طلباء اساتذہ کرام اور والدین سے گزارش ہے کہ وہ ہماری رہنمائی فرمائیں تاکہ اس کتاب کے معیار کو مزید بہتر بنایا جاسکے۔

چیئرمین
بلوچستان ٹیکسٹ بک بورڈ کوئٹہ
فون: ۸۵۰۱۶۳

اسلامیات

و

قرآن مجید باترجمہ

(لازمی)

برائے

جماعت نہم

ناشر:-

محمدی پبلشنگ کمپنی کوئٹہ

برائے

بلوچستان ٹیکسٹ بک بورڈ۔ کوئٹہ

Curriculum Development & Textbook
LIBRARY
0444

تیار کردہ و منظور کردہ وفاقی وزارت تعلیم (کریکولم ونگ)
حکومت پاکستان، اسلام آباد۔

زیر نگرانی:

الطاف حسین اگرال
جوائنٹ ایجوکیشنل ایڈوائزر، وفاقی وزارت تعلیم
(کریکولم ونگ)، حکومت پاکستان، اسلام آباد۔

مصنفین و مولفین:

ڈاکٹر احسان الحق
ڈاکٹر ظہور اظہر
پروفیسر افتخار احمد بھٹہ
پروفیسر شبیر احمد منصوری
عبدالستار غوری
پروفیسر محمد طاہر مصطفےٰ
ڈاکٹر سعید اللہ قاضی
ڈاکٹر ضیاء الحق یوسف زئی
ڈاکٹر محمد اسحٰق قریشی
پروفیسر امینہ ناصرہ
محمد ناظم علی خان ماتلوی
قاری سید شریف الہاشمی

مدیران:

پروفیسر افتخار احمد بھٹہ
قاری سید شریف الہاشمی

لے آؤٹ ڈیزائنگ:

حبیب اللہ سعیدی
ظفر اقبال خان

نگران طباعت:

کلیم اللہ تارن

مطبع: قلات پریس جناح روڈ کوئٹہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

مملکت خداداد پاکستان کے قیام کا اولین مقصد یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے احکامات کی اطاعت رسول اللہ ﷺ کی سنت واسوہ حسنہ کی روشنی میں کی جائے۔ قیام پاکستان اسی بنیادی فکر کا مظہر ہے۔ چنانچہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے آرٹیکل ۳۱ کی رو سے حکومت پاکستان پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ مسلمانانِ پاکستان کی دینی تعلیم وتربیت کے لیے قرآن مجید ناظرہ اور اس کے معانی ومطالب کے فہم کے لیے عربی زبان کی تدریس کا خاطر خواہ اہتمام کرے۔ حکومت پاکستان نے فروری ۱۹۹۷ء میں احکام جاری کئے کہ سکولوں میں قرآن مجید ناظرہ اور باترجمہ پڑھانے کا اس طرح بندوبست کیا جائے کہ ہر مسلمان طالب علم دسویں جماعت تک مروجہ تعلیم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ قرآن مجید باترجمہ بھی مکمل کرے۔ انہی احکام کی وضاحت کرتے ہوئے نومبر ۱۹۹۷ء میں حکومت نے مزید تفصیلی ہدایات جاری کیں کہ ملک بھر کے تمام سرکاری اور نجی شعبوں کے تعلیمی اداروں میں قرآن مجید ناظرہ وباترجمہ کا عملی نفاذ کیا جائے۔

وزارت تعلیم نے نئی تعلیمی پالیسی ۲۰۱۰۔۱۹۹۸ء میں اس پروگرام کی توثیق کی۔ اس سلسلے میں تمام مکاتب فکر کے جید علماء، سکالرز اور ماہرین تعلیم کے مشورے سے ایک واضح لائحہ عمل مرتب کیا اور اس پر عمل درآمد کو یقینی بنانے کے لیے ایک تدریجی پروگرام وضع کیا جس کے تحت ۱۹۹۷ء میں جماعت ششم اور ۱۹۹۸ء میں جماعت ہفتم وہشتم میں عربی اور قرآن باترجمہ کو ایک مربوط لازمی مضمون کی صورت میں پڑھانے کا فیصلہ کیا گیا اور اساتذہ کی رہنمائی کے لیے "رہنمائے اساتذہ" تیار کر کے نیشنل بک فاؤنڈیشن کے ذریعے ملک بھر کے سرکاری اداروں کے اساتذہ میں بلا معاوضہ تقسیم کرائی۔

مزید برآں حکومت پاکستان نے صوبائی محکمہ ہائے تعلیم کے تعاون سے زیر ملازمت اساتذہ کی تربیت کا اہتمام کیا۔ جماعت نہم کے لیے قرآن مجید باترجمہ اور عربی کی درسی کتاب کا آزمائشی ایڈیشن اسی تدریجی منصوبے کے تحت ۱۹۹۹ء کے تعلیمی سال کے آغاز میں پیش کیا گیا۔

دورانِ سال طلبہ، اساتذہ، والدین اور قومی پریس کے ذریعے موصول ہونے والی تجاویز وشکایات کا جائزہ لینے پر محسوس

ہوا کہ جماعت ششم تا ہشتم میں عام طور پر قرآن مجید باترجمہ اور عربی زبان کی تدریس پر توجہ نہیں دی گئی جس کے باعث جماعت نہم میں طلبہ کو یہ مضمون مشکل محسوس ہوا۔ حکومت نے واضح ہدایت جاری کی ہیں کہ حصہ مڈل میں اس مضمون کی تدریس کا موثر انتظام کیا جائے، اس کے ساتھ ساتھ یہ کوشش بھی کی گئی ہے کہ نصاب اور درسی مواد کو ممکن حد تک آسان اور دلچسپ بنایا جائے۔

انہی کاوشوں کے نتیجے میں زیر نظر کتاب برائے جماعت نہم و دہم مرتب کی گئی۔ امید ہے کہ طلبہ اور اساتذہ کرام اس میں بھرپور دلچسپی سے دینی اور قومی ذمہ داریاں پوری کریں گے۔

مؤلفین

نوٹ:۔ زیر نظر کتاب میٹرک (نہم۔ دہم) کے امتحانات برائے سال 2003ء اور بعد کے لئے ہوگی۔

مربوط نصاب اسلامیات وقرآن مجید باترجمہ (لازمی)
برائے امتحان ثانوی (نہم۔دہم) ۲۰۰۳ اوراس کے بعد

کل نمبر ۷۵

حصہ اوّل: قرآن مجید (بامحاورہ ترجمہ) ۲۵ نمبر

سورة الانفال . سورة الاحزاب . سورة الممتحنة

قرآن مجید مکمل ناظرہ (تقریری امتحان) ۱۰نمبر

حصہ دوم: حدیث۔بیس احادیث نبوی ﷺ کا ترجمہ وتشریح ۱۵نمبر

حصہ سوم: موضوعاتی مطالعہ ۲۵نمبر

۱۔ قرآن مجید تعارف، حفاظت، فضائل

۲۔ اللہ تعالیٰ اوراس کے رسول ﷺ کی محبت واطاعت

۳۔ علم کی فرضیت وفضیلت

۴۔ زکوٰۃ۔اہمیت، مصارف

۵۔ طہارت ونظافت جسمانی

۶۔ صبر وشکر اور ہماری انفرادی واجتماعی زندگی

۷۔ عائلی زندگی کی اہمیت

۸۔ ہجرت وجہاد

نصاب کی تقسیم جماعت واراس طرح ہوگی

۱:۔نصاب برائے جماعت نہم:

(الف) سورۃ الانفال (ب) شروع کی دس احادیث مبارکہ (ج) شروع کے چار عنوانات

۲:۔نصاب برائے جماعت دہم:

(الف) سورۃ الاحزاب (ب) سورۃ الممتحنہ (ج) آخر کی دس احادیث مبارکہ (د) آخر کے چار عنوانات

الفهرس

الجزء الاوّل

من هدى القرآن الكريم

الدروس			الصفحات
الدرس الاوّل	(الف)	سورة الانفال آيات ۱ تا ۱۰	۱
	(ب)	" " " " "	۴
	(ج)	" " " " "	۷
الدرس الثانی	(الف)	" " " " "	۱۰
	(ب)	" " " " "	۱۳
	(ج)	" " " " "	۱۶
	(د)	" " " " "	۱۸
الدرس الثالث	(الف)	" " " " "	۲۱
	(ب)	" " " " "	۲۳
	(ج)	" " " " "	۲۵
الدرس الرابع	(الف)	سورة الاحزاب ۱ تا ۸	۲۸
	(ب)	" " " " "	۳۱
	(ج)	" " " " "	۳۵
الدرس الخامس	(الف)	" " " " "	۳۸
	(ب)	" " " " "	۴۱
	(ج)	" " " " "	۴۴

الفهرس

الجزء الاوّل

من هدی القرآن الکریم

الدروس			الصفحات
الدرس السادس	(الف)	سورۃ الاحزاب ۵۳تا۵۸	۴۸
	(ب)	..... ۵۹یا۶۸	۵۱
	(ج)	..... ۶۹تا۷۳	۵۳
الدرس السابع	(الف)	سورۃ الممتحنۃ ۱تا۶	۵۵
	(ب)	..... ۷تا۱۳	۵۸

الجزء الثانی

من هدی الحدیث ۶۲تا۷۰

الجزء الثالث

(موضوعاتی مطالعہ)

۱۔ قرآن مجید تعارف، حفاظت اور فضائل ۷۱

۲۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی محبت واطاعت ۷۴

۳۔ علم کی فرضیت وفضیلت ۷۸

۴۔ زکوٰۃ۔ (فرضیت، اہمیت اور مصارف) ۸۱

۵۔ طہارت اور نظافت جسمانی ۸۳

۶۔ صبر وشکر اور ہماری انفرادی واجتماعی زندگی ۸۶

۷۔ عائلی زندگی کی اہمیت ۸۸

۸۔ ہجرت وجہاد ۹۱

سورۃ الانفال

الدرس الاول (الف) (آیات ۱ تا ۱۰)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ؛

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ؕ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ ۚ

(اے محمدؐ! مجاہد لوگ) تم سے غنیمت کے مال کے بارے میں دریافت کرتے ہیں (کہ کیا حکم ہے) کہہ دو کہ غنیمت خدا

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ ۪ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ

اور اسکے رسول کا مال ہے۔ تو خدا سے ڈرو اور آپس میں صلح رکھو اور اگر ایمان رکھتے ہو تو خدا

رَسُوْلَهٗۤ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝۱ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ

اور اُس کے رسول کے حکم پر چلو ؛ مومن تو وہ ہیں کہ جب خدا کا ذکر

اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ

کیا جاتا ہے تو اُن کے دل ڈر جاتے ہیں اور جب اُنہیں اُس کی آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو اُن کا

زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝۲ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ

ایمان اور بڑھ جاتا ہے۔ اور وہ اپنے پروردگار پر بھروسا رکھتے ہیں ؛ (اور) وہ جو نماز پڑھتے ہیں اور

الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝۳ اُولٰٓئِكَ هُمُ

جو مال ہم نے اُن کو دیا ہے اُس میں سے (نیک کاموں میں) خرچ کرتے ہیں ؛ یہی سچے

الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ

مومن ہیں اور اُن کے لئے پروردگار کے ہاں (بڑے بڑے) درجے اور بخشش

وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝۴ كَمَاۤ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ

اور عزت کی روزی ہے ؛ (ان لوگوں کو اپنے گھروں سے اُسی طرح نکلنا چاہئے تھا) جس طرح تمہارے پروردگار نے

وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَكٰرِهُوْنَ ۝٥ يُجَادِلُوْنَكَ فِي

تمکو تدبیر کیساتھ اپنے گھر سے نکالا اور (اُس وقت) مومنوں کی ایک جماعت ناخوش تھی؛ وہ لوگ حق بات میں

الْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ كَاَنَّمَا يُسَاقُوْنَ اِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ

اُس کے ظاہر ہوئے پیچھے تم سے جھگڑنے لگے گویا موت کی طرف دھکیلے جاتے ہیں اور اُسے

يَنْظُرُوْنَ ۝٦ وَاِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ اَنَّهَا

دیکھ رہے ہیں؛ اور (اس وقت کو یاد کرو) جب خدا تم سے وعدہ کرتا تھا کہ (ابوسفیان اور ابوجہل کے)

لَكُمْ وَتَوَدُّوْنَ اَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ وَيُرِيْدُ

دو گروہوں میں سے ایک گروہ تمہارا (مسخر) ہو جائے گا۔ اور تم چاہتے تھے کہ جو قافلہ بے (شان و) شوکت (یعنی

اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ ۝٧

بے ہتھیار) ہو وہ تمہارے ہاتھ آجائے اور خدا چاہتا تھا کہ اپنے فرمان سے حق کو قائم رکھے اور کافروں کی جڑ کاٹ کر پھینک دے؛

لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ۝٨

تاکہ سچ کو سچ اور جھوٹ کو جھوٹ کر دے گو مشرک ناخوش ہی ہوں؛

اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّيْ مُمِدُّكُمْ

جب تم اپنے پروردگار سے فریاد کرتے تھے تو اُس نے تمہاری دُعا قبول کر لی (اور فرمایا) کہ (تسلی رکھو) ہم ہزار فرشتوں

بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ ۝٩ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا

سے جو ایکدوسرے کے پیچھے آتے جائیں گے تمہاری مدد کریں گے؛ اور اس مدد کو خدا نے محض بشارت

بُشْرٰى وَلِتَطْمَئِنَّ بِهٖ قُلُوْبُكُمْ ۚ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ

بنایا تھا کہ تمہارے دل اس سے اطمینان حاصل کریں۔ اور مدد تو اللہ ہی کی طرف سے

عِنْدِ اللّٰهِ ۗ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝١٠

ہے۔ بیشک خدا غالب حکمت والا ہے؛

الکلمات والتراکیب

الانفال ۔مالِ غنیمت۔ اَصْلِحُوْا ذاتَ بینِکُمْ آپس میں تعلقات درست کرو۔

وَجِلَتْ ۔ڈرتے ہیں/ڈر جاتے ہیں۔ کٰرِھُوْنَ ناگواری محسوس کرنے والے۔یُسَاقُوْنَ وہ ہانکے جاتے ہیں۔

اِحْدٰی. ایک (مونث)۔ دَابِرَ ۔جڑ۔تَسْتَغِیْثُوْنَ۔تم فریاد کرتے ہو۔

مُرْدِفِیْنَ۔لگاتار آنے والے۔غَیْرَ ذَاتِ الشَّوْکَۃِ۔بغیر اسلحے اور قوت کے۔

التمارین

السوال الاول۔ اس سبق میں مومنوں کی کیا صفات بیان کی گئی ہیں؟

السوال الثانی۔ دو گروہوں سے کیا مراد ہے؟

السوال الثالث۔ مندرجہ ذیل عبارت کا مفہوم بیان کیجئے۔

الف۔ فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَاَصْلِحُوْا ذاتَ بَیْنِکُمْ

ب۔ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ

ج۔ اِذَا تُلِیَتْ عَلَیْھِمْ اٰیٰتُہٗ زَادَتْھُمْ اِیْمَاناً

الدّرس الاول (ب)

(آیات ۱۱ تا ۱۹)

إِذْ يُغَشِّيكُمُ النُّعَاسَ

جب اُس نے (تمہاری) تسکین کیلئے

أَمَنَةً مِّنْهُ وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُم مِّنَ السَّمَاءِ مَاءً لِّيُطَهِّرَكُمْ

اپنی طرف سے تمہیں نیند (کی چادر) اُڑھادی۔ اور تم پر آسمان سے پانی برسادیا تاکہ تمکو اس سے (نہلاکر) پاک

بِهِ وَيُذْهِبَ عَنكُمْ رِجْزَ الشَّيْطَانِ وَلِيَرْبِطَ عَلَىٰ قُلُوبِكُمْ

کردے اور شیطانی نجاست کو تم سے دُور کردے۔ اور اس لئے بھی کہ تمہارے دلوں کو مضبوط کردے

وَيُثَبِّتَ بِهِ الْأَقْدَامَ ﴿١١﴾ إِذْ يُوحِي رَبُّكَ إِلَى الْمَلَائِكَةِ

اور اس سے تمہارے پاؤں جمائے رکھے۔ جب تمہارا پروردگار فرشتوں کو ارشاد فرماتا تھا کہ میں تمہارے

أَنِّي مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِينَ آمَنُوا ۚ سَأُلْقِي فِي قُلُوبِ

ساتھ ہوں تم مومنوں کو تسلی دو کہ ثابت قدم رہیں۔ میں ابھی ابھی کافروں کے دلوں میں رعب

الَّذِينَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوا فَوْقَ الْأَعْنَاقِ وَاضْرِبُوا

ہیبت ڈالے دیتا ہوں تو اُن کے سر مار (کر) اُڑادو۔ اور اُن کا پور پور

مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ﴿١٢﴾ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ شَاقُّوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ

مار (کر توڑ) دو۔ یہ (سزا) اس لئے دی گئی۔ کہ اُنہوں نے خدا اور اسکے رسول

وَمَن يُشَاقِقِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ

کی مخالفت کی اور جو شخص خدا اور اسکے رسول کی مخالفت کرتا ہے تو خدا بھی سخت عذاب

الْعِقَابِ ﴿١٣﴾ ذَٰلِكُمْ فَذُوقُوهُ وَأَنَّ لِلْكَافِرِينَ عَذَابَ النَّارِ ﴿١٤﴾

دینے والا ہے۔ یہ (مزہ تو یہاں) چکھو اور یہ (جانے رہو کہ کافروں کیلئے (آخرت میں) دوزخ کا عذاب (بھی تیار) ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا

اے اہل ایمان! جب میدان جنگ میں کفار سے تمہارا مقابلہ ہو تو

تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ ﴿۱۵﴾ وَمَنْ يُّوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهٗٓ اِلَّا

اُن سے پیٹھ نہ پھیرنا۔ اور جو شخص جنگ کے روز اس صورت کے سوا کہ لڑائی کے لئے کنارے کنارے چلے

مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَيِّزًا اِلٰى فِئَةٍ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ

(یعنی حکمت عملی سے دشمن کو مارے) یا اپنی فوج میں جا ملنا چاہے۔ اُن سے پیٹھ پھیر لیگا تو سمجھو کہ، وہ خدا کے

مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۶﴾ فَلَمْ

غضب میں گرفتار ہوگیا اور اسکا ٹھکانا دوزخ ہے۔ اور وہ بہت ہی بُری جگہ ہے۔ تم لوگوں

تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ ۠ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَ

نے ان (کفار) کو قتل نہیں کیا بلکہ خدا نے انہیں قتل کیا۔ اور (اے محمدؐ) جس وقت تم نے کنکریاں پھینکی تھیں تو وہ

لٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۚ وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْهُ بَلَاۗءً حَسَنًا ۭ اِنَّ

تم نے نہیں پھینکی تھیں بلکہ اللہ نے پھینکی تھیں۔ اس سے یہ غرض تھی کہ مومنوں کو اپنے (احسانوں) سے اچھی طرح

اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۷﴾ ذٰلِكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ مُوْهِنُ كَيْدِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۸﴾

آزمائے بیشک خدا سنتا جانتا ہے۔ (بات یہ ہی) کچھ شک نہیں کہ خدا کافروں کی تدبیر کو کمزور کر دینے والا ہے۔

اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَاۗءَكُمُ الْفَتْحُ ۚ وَاِنْ تَنْتَهُوْا فَهُوَ

(کافرو) اگر تم (محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر) فتح چاہتے ہو تو تمہارے پاس فتح آچکی۔ (دیکھو) اگر تم (اپنے افعال سے)

خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ تَعُوْدُوْا نَعُدْ ۚ وَلَنْ تُغْنِيَ عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ

باز آجاؤ تو تمہارے حق میں بہتر ہے اور اگر پھر (نافرمانی) کرو گے تو ہم بھی پھر (تمہیں عذاب) کرینگے۔ اور تمہاری جماعت

شَيْـــًٔا وَّلَوْ كَثُرَتْ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۹﴾

خواہ کتنی ہی کثیر ہو تمہارے کچھ بھی کام نہ آئے گی۔ اور خدا تو مومنوں کے ساتھ ہے۔

الکلمات والتراکیب

یُغَشِّیُ۔ وہ ڈھانپ دیتا ہے/طاری کر دیتا ہے۔ النُّعَاسَ۔ اونگھ۔ غنودگی۔

رِجْزَ الشَّیْطٰنِ۔ شیطان کی نجاست اَلْاَعْنَاقِ۔ گردنیں۔ بَنَانٍ پور پور، جوڑ جوڑ

زحفاً۔ لشکر کشی کی صورت میں۔ مُتَحَرِّفاً لقتال۔ جنگی چال کے طور پر۔

متحیزاً الیٰ فئۃٍ۔ کسی فوج سے جا ملنے کے لئے۔ رَمَیْتَ۔ تو نے پھینکا۔

لِیُبْلِیَ۔ تاکہ وہ آزمائے۔ مُوْھِنُ۔ کمزور کرنے والا

التمارین

السوال الاول۔ اس سبق میں غزوہ بدر کے حوالے سے اللہ تعالیٰ کے کن انعامات کا ذکر ہے؟

السوال الثانی۔ کفار کے ساتھ مقابلے کی صورت میں سورۃ انفال کی ان آیات میں کیا ہدایات دی گئی ہیں؟

السوال الثالث۔ کفار کو خطاب کرتے ہوئے ان آیات میں کیا تنبیہ کی گئی ہے؟

السوال الربع۔ مندرجہ ذیل عبارات کا مفہوم بیان کیجئے۔

الف۔ یایھاالذین امنوا اذا لقیتم الذین کفروا زحفا فلا تولوھم الادبار

ب۔ وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی

ج۔ ولن تغنیَ عنکم فئتکم شیئاولو کثرت

الدّرس الاول (ج)

(آیات ۲۰ تا ۲۸)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَ

اے ایمان والو! خدا اور اس کے رسُول کے حکم پر چلو اور اس سے رُوگردانی نہ کرو

اَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَ

اور تم سنتے ہو ؛ اور اُن لوگوں جیسے نہ ہونا جو کہتے ہیں کہ ہم نے (حکم خدا) سُن لیا مگر

هُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ﴿۲۱﴾ اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ

(حقیقت میں) نہیں سنتے ؛ کچھ شک نہیں کہ خدا کے نزدیک تمام جانداروں سے بدتر بہرے

الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَلَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِيْهِمْ خَيْرًا

گونگے ہیں جو کچھ نہیں سمجھتے ؛ اور اگر خدا اُن میں نیکی (کا مادہ) دیکھتا تو اُن کو سننے کی

لَّاَسْمَعَهُمْ ؕ وَلَوْ اَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۲۳﴾ يٰٓاَيُّهَا

توفیق بخشتا۔ اور اگر (بغیر صلاحیت ہدایت کے) سماعت دیتا تو وہ منہ پھیر کر بھاگ جاتے ؛ مومنو!

الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا

خدا اور اُس کے رسُول کا حکم قبول کرو۔ جبکہ رسُولِ خدا تمہیں ایسے کام کے لئے بلاتے ہیں جو تمکو زندگی

يُحْيِيْكُمْ ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ وَاَنَّهٗ

(جاوداں) بخشتا ہے۔ اور جان رکھو کہ خدا آدمی اور اُس کے دل کے درمیان حائل ہو جاتا ہے اور یہ

اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا

بھی کہ تم سب اُسکے رُوبرو جمع کئے جاؤ گے ؛ اور اُس فتنے سے ڈرو جو خصوصیت کے ساتھ انہیں لوگوں پر

مِنْكُمْ خَآصَّةً ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۲۵﴾

واقع نہ ہوگا جو تم میں گنہگار ہیں۔ اور جان رکھو کہ خدا سخت عذاب دینے والا ہے۔

وَاذْكُرُوْٓا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِى الْاَرْضِ

اور (اُس وقت کو) یاد کرو جب تم زمین (مکہ) میں قلیل اور ضعیف سمجھے جاتے تھے اور

تَخَافُوْنَ اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَاٰوٰىكُمْ وَاَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ

ڈرتے رہتے تھے کہ لوگ تمہیں اُڑا (نہ) لے جائیں (یعنی بے خان و ماں نہ کر دیں)، تو اُس نے تم کو جگہ دی

وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿٢٦﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

اور اپنی مدد سے تمکو تقویت بخشی اور پاکیزہ چیزیں کھانے کو دیں تاکہ (اُس کا) شکر کرو ؛ اے ایمان والو!

اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِكُمْ وَ

نہ تو خدا اور رسولؐ کی امانت میں خیانت کرو اور نہ اپنی امانتوں میں خیانت کرو اور

اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿٢٧﴾ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۙ

تم (ان باتوں کو) جانتے ہو ؛ اور جان رکھو کہ تمہارا مال اور اولاد بڑی آزمائش ہے

وَّاَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿٢٨﴾

اور یہ کہ خدا کے پاس (نیکیوں کا) بڑا ثواب ہے ؛

الكلمات والتراكيب

شر الدَّوآبّ۔ بدترین قسم کے جانور۔ اِستجِیبُوا۔ حکم مانو، پکار کا جواب دو۔
یَحُولُ۔ حائل ہوتا ہے۔ مُستَضعَفُونَ۔ مغلوب، بے زور۔ اَن یَّتَخَطَّفَ۔ کہ اچک لے۔
لا تخونوا۔ تم خیانت نہ کرو۔

التمارين

السوال الاول۔ شر الدوآب سے کیا مراد ہے؟

السوال الثانی۔ ان آیات میں خیانت سے کیا مراد ہے؟

السوال الثالث۔ مندرجہ ذیل عبارات کا مفہوم بیان کیجئے۔

الف۔ ولا تكونوا كالذين قالوا سمعنا وهم لا يسمعون

ب۔ ان شر الدوآب عند الله الصم البكم الذين لا يعقلون

ج۔ واعلموا ان الله يحول بين المَرءِ وقلبه

د۔ واتقوا فتنةً لا تصيبن الذين ظلموا منكم خاصَّةً

ہ۔ واعلموا انما اموالكم واولادكم فتنة وان الله عنده اجرٌ عظيم

الدّرس الثانی (الف)

(آیات ۲۹ تا ۳۷)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا

مومنو! اگر تم خدا سے ڈرو گے تو وہ

اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ

تمہارے لئے امر فارق پیدا کر دے گا (یعنی تم کو ممتاز کر دیگا) اور تمہارے گناہ

وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝۲۹ وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ

مٹا دیگا اور تمہیں بخش دیگا۔ اور خدا بڑے فضل والا ہے ؛ اور (اے محمدؐ اسوقت کو یاد کرو)

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ ۭ وَيَمْكُرُوْنَ

جب کافر لوگ تمہارے بارے میں چال چل رہے تھے کہ تم کو قید کر دیں یا جان سے مار ڈالیں یا وطن سے نکال دیں

وَيَمْكُرُ اللّٰهُ ۭ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ۝۳۰ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ

تو (ادھر تو) وہ چال چل رہے تھے اور (اُدھر) خدا چال چل رہا تھا۔ اور خدا سب سے بہتر چال چلنے والا ہے ؛ اور جب انکو

اٰيٰتُنَا قَالُوْا قَدْ سَمِعْنَا لَوْ نَشَاۗءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَآ ۙ اِنْ

ہماری آیتیں پڑھکر سنائی جاتی ہیں تو کہتے ہیں (یہ کلام) ہمنے سن لیا ہے اگر ہم چاہیں تو اسی طرح کا (کلام) ہم بھی کہدیں

هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝۳۱ وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ

اور یہ ہے ہی کیا صرف اگلے لوگوں کی حکایتیں ہیں ؛ اور جب انہوں نے کہا کہ اے خدا اگر یہ (قرآن)

كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً

تیری طرف سے برحق ہے تو ہم پر آسمان سے

مِّنَ السَّمَاۗءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝۳۲ وَمَا كَانَ اللّٰهُ

پتھر برسا یا کوئی اور تکلیف دینے والا عذاب بھیج ؛ اور خدا ایسا نہ تھا کہ جب تک

لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ۚ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ

تم اُن میں تھے انہیں عذاب دیتا۔ اور نہ ایسا تھا کہ وہ بخشش مانگیں اور

يَسْتَغْفِرُوْنَ ﴿٣٣﴾ وَمَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَهُمْ يَصُدُّوْنَ

انہیں عذاب دے ؛ اور (اب) اُن کے لئے کونسی وجہ ہے کہ وہ انہیں عذاب نہ دے جب کہ وہ

عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَا كَانُوْٓا اَوْلِيَآءَهٗ ۭ اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗٓ

مسجد محترم (میں نماز پڑھنے) سے روکتے ہیں اور وہ اُس مسجد کے متولی بھی نہیں۔ اس کے متولی تو صرف

اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٣٤﴾ وَمَا كَانَ

پرہیزگار ہیں۔ لیکن اُن میں کے اکثر نہیں جانتے ؛ اور ان لوگوں کی

صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ اِلَّا مُكَاۗءً وَّتَصْدِيَةً ۭ فَذُوْقُوا

نماز خانہ کعبہ کے پاس سیٹیاں اور تالیاں بجانے کے سوا کچھ نہ تھی۔ تو تم جو کفر

الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿٣٥﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

کرتے تھے اب اُس کے بدلے عذاب (کا مزہ) چکھو ؛ جو لوگ کافر ہیں اپنا مال

يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ فَسَيُنْفِقُوْنَهَا

خرچ کرتے ہیں کہ (لوگوں کو) خدا کے رستے سے روکیں۔ سو ابھی اور خرچ کریں گے

ثُمَّ تَكُوْنُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُوْنَ ۭ وَالَّذِيْنَ

مگر آخر وہ (خرچ کرنا) اُن کے لئے (موجب) افسوس ہوگا اور وہ مغلوب ہو جائیں گے۔ اور کافر

كَفَرُوْٓا اِلٰى جَهَنَّمَ يُحْشَرُوْنَ ﴿٣٦﴾ لِيَمِيْزَ اللّٰهُ الْخَبِيْثَ مِنَ

لوگ دوزخ کی طرف ہانکے جائیں گے ؛ تاکہ خدا ناپاک کو پاک سے الگ

الطَّيِّبِ وَيَجْعَلَ الْخَبِيْثَ بَعْضَهٗ عَلٰي بَعْضٍ فَيَرْكُمَهٗ

کر دے اور ناپاک کو ایک دوسرے پر رکھ کر ایک ڈھیر بنا دے

جَمِيعًا فَيَجْعَلَهٗ فِيْ جَهَنَّمَ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۳۷﴾ ع

پھر اسکو دوزخ میں ڈال دے۔ یہی لوگ خسارہ پانے والے ہیں۔

الکلمات والتراکیب

یُثْبِتُوْا۔ وہ قید کردیں۔ اساطیر الاولین۔ پہلوں کی کہانیاں

مُکَآءً سیٹیاں۔ تَصْدِیَۃ۔ تالیاں

فَیَرْکُمَہٗ وہ جمع کرے اسے

التمارین

السوال الأول۔ اس سبق میں تقویٰ کے کیا انعامات بیان ہوئے ہیں؟

السوال الثانی۔ واذیمکر بك الذین کفروا میں کس واقعہ کی طرف اشارہ ہے؟

السوال الثالث۔ کفار کے مطالبے کے باوجود اللہ تعالیٰ نے ان پر عذاب کیوں نازل نہ کیا؟

السوال الرابع۔ مندرجہ ذیل عبارت کا مفہوم بیان کیجئے۔

الف۔ وما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم وما کان اللہ معذبھم وھم یستغفرون

ب۔ ان الذین کفروا ینفقون اموالھم لیصدوا عن سَبِیْلِ اللہ فسینفقونھا ثم تکون علیھم حسرۃ ثم یغلبون

الدّرس الثانی (ب)

(آیات ۳۸ تا ۴۴)

قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ يَّنْتَهُوْا يُغْفَرْ لَهُمْ مَّا قَدْ

(اے پیغمبر) کفار سے کہہ دو کہ اگر وہ اپنے افعال سے باز آجائیں تو جو ہو چکا وہ انہیں معاف کر دیا جائیگا

سَلَفَ ۚ وَاِنْ يَّعُوْدُوْا فَقَدْ مَضَتْ سُنَّتُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۸﴾ وَ

اور اگر پھر (وہی حرکات) کرنے لگیں گے تو اگلے لوگوں کا (جو) طریق جاری ہو چکا ہے (وہی اُنکے حق میں برتا جائیگا)؛

قَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ ۚ

اور اُن لوگوں سے لڑتے رہو یہاں تک کہ فتنہ (یعنی کفر کا فساد) باقی نہ رہے اور دین سب خدا ہی کا ہو جائے

فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۳۹﴾ وَاِنْ تَوَلَّوْا

اور اگر باز آجائیں تو خدا ان کے کاموں کو دیکھ رہا ہے؛ اور اگر روگردانی کریں

فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَوْلٰىكُمْ ۭ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ﴿۴۰﴾

تو جان رکھو کہ خدا تمہارا حمایتی ہے۔ (اور) وہ خوب حمایتی اور خوب مددگار ہے؛

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ

اور جان رکھو کہ جو چیز تم کو (کفار سے بطور غنیمت ملے) اس میں سے پانچواں حصہ خدا کا

وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ

اور اس کے رسول کا اور اہل قرابت کا اور یتیموں کا اور محتاجوں کا

وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَمَآ اَنْزَلْنَا

اور مسافروں کا ہے اگر تم خدا پر اور اس (نصرت) پر ایمان رکھتے ہو جو (حق و باطل میں)

عَلٰي عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ۭ وَاللّٰهُ

فرق کرنے کے دن (یعنی جنگ بدر میں) جس دن دونوں فوجوں میں مٹھ بھیڑ ہو گئی اپنے بندے (محمدؐ) پر نازل فرمائی۔

عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۴۱﴾ اِذْ اَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا وَ

اور خدا ہر چیز پر قادر ہے ۔ جس وقت تم (مدینے سے) قریب کے ناکے پر تھے اور کافر

هُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰى وَ الرَّكْبُ اَسْفَلَ مِنْكُمْ ؕ وَ

بعید کے ناکے پر اور قافلہ تم سے نیچے (اُتر گیا) تھا۔ اور

لَوْ تَوَاعَدْتُّمْ لَاخْتَلَفْتُمْ فِي الْمِيْعٰدِ ۙ وَ لٰكِنْ لِّيَقْضِيَ

اگر تم (جنگ کے لئے) آپس میں قرارداد کر لیتے تو وقت معین (پر جمع ہونے) میں تقدیم و تاخیر ہو جاتی۔ لیکن خدا کو

اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ۙ لِّيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْۢ بَيِّنَةٍ

منظور تھا کہ جو کام ہو کر رہنے والا تھا اُسے کر ہی ڈالے۔ تاکہ جو مرے بصیرت پر (یعنی یقین جان کر) مرے اور جو جیتا

وَّ يَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْۢ بَيِّنَةٍ ؕ وَ اِنَّ اللّٰهَ لَسَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۴۲﴾

رہے وہ بھی بصیرت پر (یعنی حق پہچان کر) جیتا رہے۔ اور کچھ شک نہیں کہ خدا سنتا جانتا ہے:

اِذْ يُرِيْكَهُمُ اللّٰهُ فِيْ مَنَامِكَ قَلِيْلًا ؕ وَ لَوْ اَرٰىكَهُمْ كَثِيْرًا

اس وقت خدا نے تمہیں خواب میں کافروں کو تھوڑی تعداد میں دکھایا۔ اور اگر بہت کر کے دکھاتا تو تم لوگ

لَّفَشِلْتُمْ وَ لَتَنَازَعْتُمْ فِي الْاَمْرِ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ سَلَّمَ ؕ اِنَّهٗ

جی چھوڑ دیتے اور (جو) کام (درپیش تھا اُس) میں جھگڑنے لگتے۔ لیکن خدا نے (تمہیں اس سے) بچا لیا۔ بیشک وہ

عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۴۳﴾ وَ اِذْ يُرِيْكُمُوْهُمْ اِذِ الْتَقَيْتُمْ

سینوں کی باتوں تک سے واقف ہے۔ اور اس وقت جب تم ایک دوسرے کے مقابل ہوئے تو

فِيْۤ اَعْيُنِكُمْ قَلِيْلًا وَّ يُقَلِّلُكُمْ فِيْۤ اَعْيُنِهِمْ لِيَقْضِيَ

کافروں کو تمہاری نظروں میں تھوڑا کر کے دکھاتا تھا اور تم کو اُن کی نگاہوں میں تھوڑا کر کے دکھاتا تھا تاکہ خدا کو جو

اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ؕ وَ اِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۴۴﴾ ع

کام کرنا منظور تھا اُسے کر ڈالے۔ اور سب کاموں کا رجوع خدا ہی کی طرف ہے:

الکلمات والتراکیب

مَضَتْ۔ گزر چکی۔ یومَ الفرقانِ۔ فیصلے کے دن

العُدوۃ الدنیا۔ وادی کے اِس جانب و کنارے۔ العدوۃ القصویٰ۔ اُس جانب، اُس کنارے

الرَّکْبُ۔ قافلہ۔ لفشلتم۔ تم ضرور ہمت ہار جاتے، نامردی دکھاتے۔

یُقلِّلُ۔ کم کر کے دکھاتا ہے، تھوڑا کر کے۔

التمارین

السوال الاول۔ اس سبق میں مال غنیمت کی تقسیم کے بارے میں کیا حکم دیا گیا ہے؟

السوال الثانی۔ گزشتہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے غزوہ بدر میں مسلمانوں کی کامیابی کے لئے کس کس خصوصی انعام واحسان کا ذکر فرمایا ہے؟

السوال الثالث۔ مندرجہ ذیل عبارت کا مفہوم بیان کیجئے۔

الف۔ وقاتلُوھُم حتی لا تکونَ فتنۃٌ ویکونَ الدینُ کلُّہٗ للّٰہِ

الدّرس الثانی (ج)

(آیات ۴۵ تا ۴۸)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا

مومنو جب (کفار کی) کسی جماعت سے تمہارا مقابلہ ہو تو ثابت قدم رہو اور خدا کو

اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

بہت یاد کرو تاکہ مراد حاصل کرو ۔ اور خدا اور اُس کے رسول کے حکم پر چلو

وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا ۭ

اور آپس میں جھگڑا نہ کرنا کہ (ایسا کرو گے تو) تم بزدل ہو جاؤ گے اور تمہارا اقبال جاتا رہیگا اور صبر سے کام لو۔

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۴۶﴾ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ

کہ خدا صبر کرنیوالے کا مددگار ہے ۔ اور اُن لوگوں جیسے نہ ہونا جو اِتراتے ہوئے

خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بَطَرًا وَّرِئَاۗءَ النَّاسِ وَ

(یعنی حق کا مقابلہ کرنے کے لئے) اور لوگوں کو دکھانے کے لئے گھروں سے نکل آئے اور

يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ

لوگوں کو خدا کی راہ سے روکتے ہیں اور جو اعمال یہ کرتے ہیں خدا اُن پر احاطہ کئے

مُحِيْطٌ ﴿۴۷﴾ وَاِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ وَقَالَ

ہوئے ہے ۔ اور جب شیطانوں نے اُن کے اعمال اُن کو آراستہ کر دکھائے اور کہا

لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَاِنِّىْ جَارٌ لَّكُمْ ۚ

کہ آج کے دن لوگوں میں سے کوئی تم پر غالب نہ ہوگا اور میں تمہارا رفیق ہوں

فَلَمَّا تَرَاۤءَتِ الْفِئَتٰنِ نَكَصَ عَلٰى عَقِبَيْهِ وَقَالَ

(لیکن) جب دونوں فوجیں ایک دوسرے کے مقابل (صف آرا) ہوئیں تو پسپا ہو کر چل دیا اور کہنے لگا

اِنِّىْ بَرِىْٓءٌ مِّنْكُمْ اِنِّىْٓ اَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ اِنِّىْٓ اَخَافُ

کہ مجھے تم سے کوئی واسطہ نہیں۔ میں تو ایسی چیزیں دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھ سکتے۔ مجھے تو خدا سے ڈر لگتا

اللّٰهَ ؕ وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۴۸﴾

ہے۔ اور خدا سخت عذاب کرنے والا ہے۔

الکلمات والتراکیب

فاثبتوا۔ ثابت قدم رہو۔ فتفشلوا۔ پس تم دست ہمت ہار جاؤ گے۔

بطراً۔ اتراتے ہوئے۔ جَارٌ۔ معاون وحمایتی بزدل ہو جاؤ گے۔

تَرَاءَتْ۔ آمنے سامنے ہوئے۔ نکص علی عقبیہ۔ وہ الٹے پاؤں پھر گیا۔

التمارین

السوال الاول۔ کفار کے ساتھ مقابلے کی صورت میں مسلمانوں کو کون سے کام کرنے اور کن باتوں سے بچنے کا حکم دیا گیا؟

السوال الثانی۔ غزوہ بدر میں مسلمانوں کی نصرت کے لئے نازل ہونے والے فرشتوں کو دیکھ کر شیطان کا رد عمل کیا تھا؟

السوال الثالث۔ مندرجہ ذیل آیات کا مفہوم بیان کیجئے۔

الف۔ یایھاالذین امنوا اذا لقیتم فِئَةً فاثبتوا واذکروا اللہ کثیرا لعلکم تفلحون

ب۔ واطیعوا اللہ ورسولہ ولا تنازعوا فتفشلوا وتذھب ریحکم واصبروا ان اللہ مع الصبرین

ج۔ ولاتکونوا کالذین خرجوا من دیارھم بطرا ورئاء الناس یصدون عن سبیل اللہ واللہ بما یعملون محیط

الدّرس الثانی (د)

(آیات ۴۹ تا ۵۸)

إِذْ يَقُولُ الْمُنٰفِقُونَ

اس وقت منافق اور (کافر) جن کے

وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ غَرَّ هٰؤُلَاءِ دِينُهُمْ ۗ

دلوں میں مرض تھا کہتے تھے کہ ان لوگوں کو اُن کے دین نے مغرور کر رکھا ہے

وَمَن يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَإِنَّ اللّٰهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٤٩﴾ وَلَوْ

اور جو شخص خدا پر بھروسا رکھتا ہے تو خدا غالب حکمت والا ہے ؛ اور کاش

تَرٰى إِذْ يَتَوَفَّى الَّذِينَ كَفَرُوا الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُونَ

تم اس وقت (کی کیفیت) دیکھو جب فرشتے کافروں کی جانیں نکالتے ہیں اُن کے

وُجُوهَهُمْ وَأَدْبَارَهُمْ ۚ وَذُوقُوا عَذَابَ الْحَرِيقِ ﴿٥٠﴾

مونہوں اور پیٹھوں پر (کوڑے اور ہتھوڑے وغیرہ) مارتے (ہیں اور کہتے ہیں کہ اب) عذابِ آتش (کا مزہ) چکھو:

ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيكُمْ وَأَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ

یہ اُن (اعمال) کی سزا ہے جو تمہارے ہاتھوں نے آگے بھیجے ہیں۔ اور یہ (جان رکھو کہ خدا بندوں پر

لِّلْعَبِيدِ ﴿٥١﴾ كَدَأْبِ آلِ فِرْعَوْنَ وَالَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۚ

ظلم نہیں کرتا ؛ جیسا حال فرعونیوں کا اور اُن سے پہلے لوگوں کا (ہوا) تھا ویسا ہی اُن کا ہوا کہ

كَفَرُوا بِآيَاتِ اللّٰهِ فَأَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوبِهِمْ ۗ إِنَّ اللّٰهَ

اُنہوں نے خدا کی آیتوں سے کفر کیا تو خدا نے اُن کے گناہوں کی سزا میں اُن کو پکڑ لیا۔ بیشک خدا

قَوِيٌّ شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿٥٢﴾ ذٰلِكَ بِأَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا

زبردست اور سخت عذاب دینے والا ہے ؛ یہ اس لئے کہ جو نعمت خدا کسی قوم کو دیا کرتا ہے جب تک

نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰى قَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ۙ وَ

وہ خود اپنے دلوں کی حالت نہ بدل ڈالیں خدا اُسے نہیں بدلا کرتا - اور

اَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۙ﴿۵۳﴾ كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ

اس لئے کہ خدا سنتا جانتا ہے ؛ جیسا حال فرعونیوں اور اُن سے پہلے لوگوں کا رہا تھا ویسا

مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ

ہی ان کا ہوا ؛ اُنھوں نے اپنے پروردگار کی آیتوں کو جھٹلایا تو ہم نے اُن کو اُن کے گناہوں

بِذُنُوْبِهِمْ وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ ۚ وَكُلٌّ كَانُوْا

کے سبب ہلاک کر ڈالا اور فرعونیوں کو ڈبو دیا - اور وہ سب

ظٰلِمِيْنَ ۚ﴿۵۴﴾ اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

ظالم تھے ؛ جاندروں میں سب سے بدتر خدا کے نزدیک وہ لوگ ہیں جو کافر ہیں

فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۙ﴿۵۵﴾ الَّذِيْنَ عٰهَدْتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ

سو وہ ایمان نہیں لاتے ؛ جن لوگوں سے تم نے (صلح کا) عہد کیا ہے پھر وہ

يَنْقُضُوْنَ عَهْدَهُمْ فِيْ كُلِّ مَرَّةٍ وَّهُمْ لَا يَتَّقُوْنَ ﴿۵۶﴾

ہر بار اپنے عہد کو توڑ ڈالتے ہیں اور (خدا سے) نہیں ڈرتے ؛

فَاِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِي الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِمْ مَّنْ خَلْفَهُمْ

اگر تم اُن کو لڑائی میں پاؤ تو انہیں ایسی سزا دو کہ جو لوگ اُن کے پس پشت ہیں وہ اُن کو دیکھ کر بھاگ جائیں عجب

لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً

نہیں کہ اُن کو (اس سے) عبرت ہو ؛ اور اگر تم کو کسی قوم سے دغابازی کا خوف ہو تو (اُن کا عہد) انہیں

فَانْۢبِذْ اِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَآءٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْخَآئِنِيْنَ ﴿۵۸﴾

کی طرف پھینک دو (اور) برابر (کا جواب دو) کچھ شک نہیں کہ خدا دغابازوں کو دوست نہیں رکھتا ؛

الکلمات والتراکیب

غر۔ دھوکے میں ڈالا۔ عذاب الحریق۔ آگ کا عذاب

لم یَکُ مغیرا۔ وہ بدلنے والا نہیں۔ کَدَاْبِ۔ (ک+دأب)۔ جیسے عادت، طریقہ

تَثْقَفَنَّ۔ تم پاؤ شَرِّدْ۔ بھگادو، بکھیر دو، فَانْبِذْ۔ پس پھینک دو۔

التمارین

السوال الاول۔ سورۂ انفال کی ان آیات میں مسلمانوں کی جہاد کے لئے تیاریاں دیکھ کر منافقین نے کیا تبصرہ کیا؟

السوال الثانی۔ کفار کی جانب سے عہد شکنی کی صورت میں اللہ تعالیٰ نے نبی اکرمؐ کو کیا ہدایات دیں؟

السوال الثالث۔ اس سبق میں فرعون اور آل فرعون کی ہلاکت اور بربادی کے کیا اسباب بیان کئے گئے ہیں؟

السوال الرابع۔ مندرجہ ذیل آیات کا مفہوم بیان کیجئے۔

ولو ترى اِذْيَتَوَفَّى الذين كفروا الملئكة يضربون وجوههم وادبارهم وذوقوا عذاب الحريق ذلك بما قدمت ايديكم وان الله ليس بظلام للعبيد

الدّرس الثالث (الف)

(آیات ۵۹ تا ۶۴)

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَبَقُوْا ؕ اِنَّهُمْ لَا

اور کافر یہ نہ خیال کریں کہ وہ بھاگ نکلے ہیں وہ (اپنی چالوں سے ہمکو) ہرگز

يُعْجِزُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّ

عاجز نہیں کرسکتے ؛ اور جہاں تک ہوسکے (فوج کی جمعیت کے) زور سے اور

مِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ

گھوڑوں کے تیار رکھنے سے اُن کے (مقابلے کے) لیے مستعد رہو کہ اس سے خدا کے دشمنوں اور تمہارے دشمنوں

وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ ۚ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ ؕ

اور ان کے سوا اور لوگوں پر جن کو تم نہیں جانتے اور خدا جانتا ہے ہیبت بیٹھی رہے گی۔

وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ

اور تم جو کچھ راہ خدا میں خرچ کروگے اس کا ثواب تم کو پورا پورا دیا جائے گا اور تمہارا

وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ﴿۶۰﴾ وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ

ذرا نقصان نہیں کیا جائے گا ؛ اور اگر یہ لوگ صلح کی طرف مائل ہوں تو تم بھی اُسکی طرف

لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۶۱﴾

مائل ہوجاؤ اور خدا پر بھروسا رکھو کچھ شک نہیں کہ وہ سب کچھ سنتا (اور) جانتا ہے ؛

وَاِنْ يُّرِيْدُوْٓا اَنْ يَّخْدَعُوْكَ فَاِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ ؕ

اور اگر یہ چاہیں کہ تم کو فریب دیں تو خدا تمہیں کفایت کرے گا۔

هُوَ الَّذِیْٓ اَیَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۶۲﴾ وَاَلَّفَ

وہی تو ہے جس نے تم کو اپنی مدد سے اور مسلمانوں (کی جمعیت) سے تقویت بخشی؛ اور اُن کے

بَیْنَ قُلُوْبِهِمْ ؕ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا

دلوں میں اُلفت پیدا کر دی۔ اگر تم دنیا بھر کی دولت خرچ کرتے تب بھی اُن کے

مَّآ اَلَّفْتَ بَیْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَیْنَهُمْ ؕ

دلوں میں اُلفت پیدا نہ کر سکتے مگر خدا ہی نے اُن میں اُلفت ڈال دی۔

اِنَّهٗ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ﴿۶۳﴾ یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ

بیشک وہ زبردست (اور) حکمت والا ہے؛ اے نبیؐ! خدا تم کو اور مومنوں

وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۶۴﴾

کو جو تمہارے پیرو ہیں کافی ہے؛

الکلمات والتراکیب

اَعِدُّوْا۔ تیار کرو۔ لَایُعْجِزُوْنَ۔ وہ تھکا نہیں سکتے، ہرا نہیں سکتے، عاجز نہیں کر سکتے

یُوَفَّ۔ پورا کیا جائے گا۔ جَنَحُوْا۔ وہ مائل ہوئے۔ لِلسَّلْمِ۔ صلح کے لئے۔

اَیَّدَ۔ اس نے مدد دی/قوت دی۔ حَسْبُكَ اللّٰهُ۔ تجھ کو کافی ہے اللہ

التمارین

السوال الاول۔ ان آیات میں جہاد کی تیاری کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے کیا حکم دیا؟

السوال الثانی۔ مندرجہ ذیل عبارات کا مفہوم بیان کیجئے۔

الف۔ وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَیْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَاٰخَرِیْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ اَللّٰهُ یَعْلَمُهُمْ

ب۔ هو الذی ایدك بنصره وبالمومنین والف بین قلوبهم لوانفقت مافی الارض جمیعا ماالفت بین قلوبهم ولكن الله الف بینهم

ج۔ یاایها النبی حسبك الله ومن اتبعك من المومنین

الدّرس الثالث (ب)

(آیات ۶۵ تا ۶۹)

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ

اے نبیؐ! مسلمانوں کو جہاد کی

الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ ؕ اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ

ترغیب دو۔ اگر تم میں بیس آدمی ثابت قدم

صٰبِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ

رہنے والے ہوں گے تو دو سو کافروں پر غالب رہیں گے۔ اور اگر سو (ایسے) ہوں گے

مِّائَةٌ يَّغْلِبُوْٓا اَلْفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاَنَّهُمْ

تو ہزار پر غالب رہیں گے اس لیئے کہ کافر ایسے لوگ ہیں کہ کچھ

قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ﴿۶۵﴾ اَلْـٰٔنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ

بھی سمجھ نہیں رکھتے۔ اب خدا نے تم پر سے بوجھ ہلکا کر دیا اور معلوم کر لیا کہ

اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا ؕ فَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ

(ابھی) تم میں کسی قدر کمزوری ہے پس اگر تم میں ایک سو ثابت قدم رہنے والے ہوں گے

يَّغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ اَلْفٌ يَّغْلِبُوْٓا اَلْفَيْنِ

تو دو سو پر غالب رہیں گے۔ اور اگر ایک ہزار ہوں گے تو خدا کے حکم سے دو ہزار پر

بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۶۶﴾ مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ

غالب رہیں گے۔ اور خدا ثابت قدم رہنے والوں کا مددگار ہے پیغمبر کو شایاں نہیں کہ اُس کے

يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِى الْاَرْضِ ؕ تُرِيْدُوْنَ

قبضے میں قیدی رہیں جب تک (کافروں کو قتل کر کے) زمین میں کثرت سے خون (نہ) بہا دے تم لوگ

عَرَضَ الدُّنْيَا ۖ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ

دنیا کے مال کے طالب ہو۔ اور خدا آخرت (کی بھلائی) چاہتا ہے۔ اور خدا غالب

حَكِيْمٌ ۝۶۷ لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ

حکمت والا ہے۔ اگر خدا کا حکم پہلے نہ ہو چکا ہوتا تو جو (فدیہ) تم نے لیا

اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝۶۸ فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ

ہے اُس کے بدلے تم پر بڑا عذاب نازل ہوتا۔ تو جو مال غنیمت تم کو ملا ہے اُسے کھاؤ (کہ وہ تمہارے

وَّاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۶۹ ع

لئے) حلال طیب (ہے) اور خدا سے ڈرتے رہو۔ بیشک خدا بخشنے والا مہربان ہے

الکلمات والتراکیب

حَرِّضْ۔ شوق دلاؤ۔ ابھارو۔ اَسْرٰی۔ قیدی

اَنْ يُّثْخِنَ۔ وہ خونریزی کرے، کچل ڈالے۔ عرضَ الدنیا۔ دنیا کے فائدے

التمارین

السوال الاول۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو جہاد پر ابھارنے کے لئے کیا ترغیب دی؟

السوال الثانی۔ مندرجہ ذیل عبارت کا مفہوم بیان کیجئے۔

ما کان لنبی ان یکون له اَسرٰی حتی یُثخنَ فی الارض. تریدون عرض الدنیا، واللہ یرید الاخرة

الدّرس الثالث (ج)

(آیات ۷۰ تا ۷۵)

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ

: اے پیغمبر جو قیدی تمہارے ہاتھ

لِّمَنْ فِيْٓ اَيْدِيْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰٓى ۙ اِنْ يَّعْلَمِ اللّٰهُ فِيْ

میں (گرفتار) ہیں اُن سے کہہ دو کہ اگر خدا تمہارے دلوں میں نیکی

قُلُوْبِكُمْ خَيْرًا يُّؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّآ اُخِذَ مِنْكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ

معلوم کریگا تو جو (مال) تم سے چھین گیا ہے اُس سے بہتر تمہیں عنایت فرمائیگا اور تمہارے گناہ بھی معاف کردیگا

وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَاِنْ يُّرِيْدُوْا خِيَانَتَكَ فَقَدْ خَانُوا

اور خدا بخشنے والا مہربان ہے ؛ اور اگر یہ لوگ تم سے دغا کرنا چاہیں گے تو یہ پہلے ہی

اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ فَاَمْكَنَ مِنْهُمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ اِنَّ

خدا سے دغا کر چکے ہیں تو اُس نے اُنکو (تمہارے) قبضے میں کردیا۔ اور خدا دانا حکمت والا ہے ؛ جو لوگ

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ

ایمان لائے اور وطن سے ہجرت کر گئے اور خدا کی راہ میں اپنے مال اور جان سے لڑے

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰۗىِٕكَ بَعْضُهُمْ

وہ اور جنہوں نے (ہجرت کرنے والوں کو) جگہ دی اور اُن کی مدد کی وہ آپس میں ایک دوسرے

اَوْلِيَاۗءُ بَعْضٍ ۭ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يُهَاجِرُوْا مَا لَكُمْ مِّنْ

کے رفیق ہیں۔ اور جو لوگ ایمان تو لے آئے لیکن ہجرت نہیں کی تو جب تک وہ ہجرت

وَّلَايَتِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا ۚ وَاِنِ اسْتَنْصَرُوْكُمْ

نہ کریں تمکو اُن کی رفاقت سے کچھ سروکار نہیں۔ اور اگر وہ تم سے دین (کے معاملات)

فِي الدِّيْنِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ اِلَّا عَلٰى قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَ

میں مدد طلب کریں تو تم کو مدد کرنی لازم ہے مگر اُن لوگوں کے مقابلے میں کہ تم میں اور اُن میں (صلح

بَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿٧٢﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا

کا) عہد ہو (مدد نہیں کرنی چاہیئے) اور خدا تمہارے سب کاموں کو دیکھ رہا ہے؛ اور جو لوگ کافر ہیں

بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۗ اِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي

(وہ بھی) ایک دوسرے کے رفیق ہیں۔ تو (مومنو) اگر تم یہ (کام) نہ کروگے تو ملک میں فتنہ برپا

الْاَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيْرٌ ﴿٧٣﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَ

ہوجائے گا اور بڑا فساد مچے گا؛ اور جو لوگ ایمان لائے اور وطن سے ہجرت کرگئے اور

جٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ

خدا کی راہ میں لڑائیاں کرتے رہے۔ اور جنہوں نے (ہجرت کرنے والوں کو) جگہ دی اور ان کی مدد

هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ۗ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿٧٤﴾

کی یہی لوگ سچے مسلمان ہیں۔ اُن کے لئے (خدا کے ہاں) بخشش اور عزت کی روزی ہے؛

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا مَعَكُمْ

اور جو لوگ بعد میں ایمان لائے اور وطن سے ہجرت کرگئے اور تمہارے ساتھ ہوکر جہاد کرتے

فَاُولٰٓئِكَ مِنْكُمْ ۗ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ

رہے وہ بھی تمہیں میں سے ہیں۔ اور رشتہ دار خدا کے حکم کے رو سے ایک دوسرے کے

فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ ۗ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿٧٥﴾ ع

زیادہ حقدار ہیں۔ کچھ شک نہیں کہ خدا ہر چیز سے واقف ہے؛

الکلمات والتراکیب

اٰوَوْا۔ جگہ دی، پناہ دی۔ اِسْتَنْصَرُوْا۔ انہوں نے مدد چاہی۔

اولُوا الارحامِ۔ رشتہ دار

التمارین

السوال الاول۔ اللہ تعالیٰ نے سورۂ انفال کی ان آیات میں قیدیوں کے بارے میں کیا ارشاد فرمایا ہے؟

السوال الثانی۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے ہجرت اور نصرت کے بارے میں کیا باتیں ارشاد فرمائیں؟

السوال الثالث۔ مندرجہ ذیل عبارت کا مفہوم لکھئے۔

والذین امنوا وھاجروا وجھدوا فی سبیل اللہ والذین اٰووا ونصروا اولئك ھم المومنون حقاً

سورۃ الاحزاب

الدرس الرابع (الف) (آیات ۱ تا ۸)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع خدا کا نام لیکر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے؛

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ ۭ اِنَّ

اے پیغمبر خدا سے ڈرتے رہنا اور کافروں اور منافقوں کا کہنا نہ ماننا بے شک خدا

اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝۱ۙ وَّاتَّبِعْ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۭ

جاننے والا اور حکمت والا ہے؛ اور جو (کتاب) تم کو تمہارے پروردگار کی طرف سے وحی کی جاتی ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝۲ۙ وَّتَوَكَّلْ عَلَي اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى

اُسی کی پیروی کئے جانا بیشک خدا تمہارے سب عملوں سے خبردار ہے؛ اور خدا پر بھروسہ رکھنا اور خدا ہی

بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝۳ مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ ۚ وَ

کارساز کافی ہے؛ خدا نے کسی آدمی کے پہلو میں دو دل نہیں بنائے اور

مَا جَعَلَ اَزْوَاجَكُمُ الّٰۗـِٔيْ تُظٰهِرُوْنَ مِنْهُنَّ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ وَمَا جَعَلَ

نہ تمہاری عورتوں کو جن کو تم ماں کہہ بیٹھتے ہو تمہاری ماں بنایا اور نہ تمہارے

اَدْعِيَاۗءَكُمْ اَبْنَاۗءَكُمْ ۭ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ

لے پالکوں کو تمہارے بیٹے بنایا۔ یہ سب تمہارے منہ کی باتیں ہیں اور خدا تو سچی بات

الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيْلَ ۝۴ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَاۗىِٕهِمْ هُوَ اَقْسَطُ

فرماتا ہے اور وہی سیدھا رستہ دکھاتا ہے؛ منہ بولے پالکوں کو اُن کے (اصلی) باپوں کے نام

عِنْدَ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَآءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِى الدِّيْنِ

سے پکارا کرو۔ کہ خدا کے نزدیک یہی درست بات ہے۔ اگر تم کو اُن کے باپوں کے نام معلوم نہ ہوں تو دین

وَمَوَالِيْكُمْ ۭ وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيْمَآ اَخْطَاْتُمْ بِهٖ ۙ وَلٰكِنْ

میں تمہارے بھائی اور دوست ہیں اور جو بات تم سے غلطی سے ہوگئی ہو اس میں تم پر کچھ گناہ نہیں۔ لیکن جو

مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى

قصد دلی سے کرو (اس پر مواخذہ ہے) اور خدا بخشنے والا مہربان ہے۔ پیغمبر مومنوں پر

بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ ۭ وَاُولُوا

اُن کی جانوں سے بھی زیادہ حق رکھتے ہیں اور پیغمبر کی بیویاں اُنکی مائیں ہیں اور رشتہ دار

الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ

آپس میں کتاب اللہ کے رو سے مسلمانوں اور مہاجروں سے ایک دوسرے (کے ترکے) کے زیادہ

وَالْمُهٰجِرِيْنَ اِلَّآ اَنْ تَفْعَلُوْٓا اِلٰٓى اَوْلِيٰۗىِٕكُمْ مَّعْرُوْفًا ۭ كَانَ ذٰلِكَ

حقدار ہیں۔ مگر یہ کہ تم اپنے دوستوں سے احسان کرنا چاہو (تو اور بات ہے) یہ حکم کتاب

فِي الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ۝ وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَ

(یعنی قرآن) میں لکھ دیا گیا ہے۔ اور جب ہم نے پیغمبروں سے عہد لیا اور

مِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۠ وَاَخَذْنَا

تم سے اور نوح سے اور ابراہیم سے اور موسیٰ سے اور مریم کے بیٹے عیسیٰ سے اور عہد

مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ۝ لِّيَسْـَٔلَ الصّٰدِقِيْنَ عَنْ صِدْقِهِمْ ۚ وَ

بھی اُن سے پکا لیا۔ تاکہ سچ کہنے والوں سے اُن کی سچائی کے بارے میں دریافت کرے اور

اَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝

اُس نے کافروں کیلئے دکھ دینے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

الکلمات والتراکیب

جَوْفٌ: دھڑ، پہلو

اَدْعِیَاءَ: منہ بولے بیٹے

اُدْعُوْهُمْ: انہیں پکارو

تَعَمَّدَتْ: اس (مونث) نے قصداً ارادہ کیا۔

اُولُوا الْاَرْحَامِ: رشتے دار

تُظٰهِرُوْنَ: تم ظہار کرتے ہو

اَفْوَاهٌ: منہ (جمع)

اَقْسَطُ: زیادہ منصفانہ بات

اَوْلٰی: مقدم، زیادہ حق رکھنے والا

مَسْطُوْرًا: لکھا ہوا

التمارین

السوال الاول: سبق کے ابتدا میں رسول اللہ ﷺ کو کن باتوں کی تلقین کی گئی ہے؟

السوال الثانی: اس سبق کی آیات میں منہ بولے بیٹوں کے بارے میں کیا ہدایات دی گئی ہیں؟

السوالّ الثالث: مندرجہ ذیل عبارات کا مفہوم بیان کیجئے۔

(الف) اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗ اُمَّهٰتُهُمْ

(ب) مَاجَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَیْنِ فِیْ جَوْفِهٖ

(ج) وَمَا جَعَلَ اَزْوَاجَكُمُ الّٰئِیْ تُظٰهِرُوْنَ مِنْهُنَّ اُمَّهٰتِكُمْ

الدّرس الرابع (ب)

(آیات ۹ تا ۲۰)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ

مومنو خدا کی اس مہربانی کو یاد کرو جو اُس نے تم پر

اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّجُنُوْدًا

(اُسوقت کی) جب فوجیں تم پر (حملہ کرنے کو) آئیں۔ تو ہم نے اُن پر ہوا بھیجی اور ایسے لشکر (نازل کئے)

لَّمْ تَرَوْهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ۚ﴿۹﴾ اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ

جنکو تم دیکھ نہیں سکتے تھے۔ اور جو کام تم کرتے ہو خدا اُن کو دیکھ رہا ہے؛ جب وہ تمہارے اُوپر

فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ

اور نیچے کی طرف سے تم پر چڑھ آئے اور جب آنکھیں پھر گئیں اور دل (مارے دہشت

الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا ﴿۱۰﴾ هُنَالِكَ ابْتُلِيَ

کے) گلوں تک پہنچ گئے اور تم خدا کی نسبت طرح طرح کے گمان کرنے لگے؛ وہاں مومن

الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا ﴿۱۱﴾ وَاِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ

آزمائے گئے اور سخت طور پر ہلائے گئے؛ اور جب منافق اور وہ

وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ

لوگ جن کے دلوں میں بیماری ہے کہنے لگے کہ خدا اور اُس کے رسول نے تو ہم سے محض دھوکے کا

اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۱۲﴾ وَاِذْ قَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ يٰٓاَهْلَ يَثْرِبَ لَا

وعدہ کیا تھا؛ اور جب اُن میں سے ایک جماعت کہتی تھی کہ اے اہل مدینہ (یہاں) تمہارے لئے

مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوا ۚ وَيَسْتَأْذِنُ فَرِيقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُولُونَ

(ٹھیرنے کا) مقام نہیں تو لوٹ چلو۔ اور ایک گروہ اُن میں سے پیغمبر سے اجازت مانگنے اور کہنے لگا

إِنَّ بُيُوتَنَا عَوْرَةٌ ۛ وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ ۚ إِن يُرِيدُونَ إِلَّا

کہ ہمارے گھر کھلے پڑے ہیں حالانکہ وہ کھلے نہیں تھے وہ تو صرف بھاگنا چاہتے

فِرَارًا ﴿١٣﴾ وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِم مِّنْ أَقْطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا

تھے ؛ اور اگر (فوجیں) اطراف مدینہ سے اُن پر آداخل ہوں پھر اُن سے خانہ جنگی کے لئے کہا جائے

الْفِتْنَةَ لَآتَوْهَا وَمَا تَلَبَّثُوا بِهَا إِلَّا يَسِيرًا ﴿١٤﴾ وَلَقَدْ كَانُوا

تو (فوراً) کرنے لگیں اور اس کے لئے بہت ہی کم توقف کریں ؛ حالانکہ پہلے خدا سے

عَاهَدُوا اللَّهَ مِن قَبْلُ لَا يُوَلُّونَ الْأَدْبَارَ ۚ وَكَانَ عَهْدُ

اقرار کر چکے تھے کہ پیٹھ نہیں پھیریں گے۔ اور خدا سے (جو) اقرار کیا جاتا ہے

اللَّهِ مَسْئُولًا ﴿١٥﴾ قُل لَّن يَنفَعَكُمُ الْفِرَارُ إِن فَرَرْتُم مِّنَ

اس (کی ضرور پرسش ہوگی ؛ کہہ دو کہ اگر تم مرنے یا مارے جانے سے بھاگتے ہو تو بھاگنا تم کو فائدہ

الْمَوْتِ أَوِ الْقَتْلِ وَإِذًا لَّا تُمَتَّعُونَ إِلَّا قَلِيلًا ﴿١٦﴾ قُلْ مَن

نہیں دے گا اور اس وقت تم بہت ہی کم فائدہ اُٹھاؤ گے ؛ کہہ دو کہ اگر خدا

ذَا الَّذِي يَعْصِمُكُم مِّنَ اللَّهِ إِنْ أَرَادَ بِكُمْ سُوءًا أَوْ

تمہارے ساتھ بُرائی کا ارادہ کرے تو کون تم کو اُس سے بچا سکتا ہے یا اگر تم پر مہربانی کرنی

أَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً ۚ وَلَا يَجِدُونَ لَهُم مِّن دُونِ اللَّهِ وَلِيًّا

چاہے (تو کون اُسکو ہٹا سکتا ہے) اور یہ لوگ خدا کے سوا کسی کو نہ اپنا دوست پائینگے اور

وَلَا نَصِيرًا ﴿١٧﴾ قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ الْمُعَوِّقِينَ مِنكُمْ وَالْقَائِلِينَ

نہ مددگار ؛ خدا تم میں سے اُن لوگوں کو بھی جانتا ہے جو (لوگوں کو) منع کرتے ہیں اور اپنے بھائیوں

لِاِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ اِلَيْنَا ۚ وَلَا يَاْتُوْنَ الْبَاْسَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۸﴾

سے کہتے ہیں کہ ہمارے پاس چلے آؤ۔ اور لڑائی میں نہیں آتے مگر کم ؛

اَشِحَّةً عَلَيْكُمْ ۚ فَاِذَا جَآءَ الْخَوْفُ رَاَيْتَهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ

(یہ اس لئے کہ) تمہارے بارے میں بخل کرتے ہیں۔ پھر جب ڈر کا وقت آئے تو تم اُن کو دیکھو کہ تمہاری طرف

تَدُوْرُ اَعْيُنُهُمْ كَالَّذِيْ يُغْشٰى عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۚ فَاِذَا

دیکھ رہے ہیں (اور) اُنکی آنکھیں (اسی طرح) پھر رہی ہیں جیسے کسی کو موت سے غشی آرہی ہو۔ پھر جب

ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوْكُمْ بِاَلْسِنَةٍ حِدَادٍ اَشِحَّةً عَلَى الْخَيْرِ ؕ

خوف جاتا رہے تو تیز زبانوں کے ساتھ تمہارے بارے میں زبان درازی کریں اور مال میں بخل کریں۔

اُولٰٓئِكَ لَمْ يُؤْمِنُوْا فَاَحْبَطَ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى

یہ لوگ (حقیقت میں) ایمان لائے ہی نہ تھے تو خدا نے اُن کے اعمال برباد کر دیئے۔ اور یہ خدا کو

اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿۱۹﴾ يَحْسَبُوْنَ الْاَحْزَابَ لَمْ يَذْهَبُوْا ۚ وَاِنْ يَّاْتِ

آسان تھا ؛ (خوف کے سبب) خیال کرتے ہیں کہ فوجیں نہیں گئیں۔ اور اگر لشکر آ

الْاَحْزَابُ يَوَدُّوْا لَوْ اَنَّهُمْ بَادُوْنَ فِى الْاَعْرَابِ يَسْاَلُوْنَ

جائیں تو تمنا کریں کہ (کاش) گنواروں میں جا رہیں (اور) تمہاری خبریں

عَنْ اَنْۢبَآئِكُمْ ؕ وَلَوْ كَانُوْا فِيْكُمْ مَّا قٰتَلُوْٓا اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۲۰﴾

پوچھا کریں۔ اور اگر تمہارے درمیان ہوں تو لڑائی نہ کریں مگر کم ؛

الکلمات والتراکیب

زَاغَتْ: ٹیڑھی ہوگئی، پھر گئی
اَلْحَنَاجِرَ: گلے
اُبْتُلِیَ: آزمائے گئے
عَوْرَةٌ: غیر محفوظ
اَقْطَارٌ: اطراف
مَاتَلَبَّثُوْا: انہوں نے توقف نہ کیا
یُوَلُّوْنَ الْاَدْبَارَ: وہ پیٹھ پھیرتے ہیں
تُمَتَّعُوْنَ: تمہیں فائدہ دیا جاتا ہے یا فائدہ دیا جائے گا
یَعْصِمُ: بچاتا ہے یا بچائے گا
اَلْمُعَوِّقِیْنَ: رکاوٹیں ڈالنے والے، منع کرنے والے
هَلُمَّ: آؤ
اَشِحَّةً: سخت، بخیل
تَدُوْرُ اَعْیُنُهُمْ: ان کی آنکھیں گھومتی ہیں، پھر رہی ہیں
یُغْشٰی: غشی طاری کی جاتی ہے۔
سَلَقُوْكُمْ: تم سے زبان درازی کریں۔
حِدَادٍ: تیز
اَحْبَطَ: ضائع کر دیا
اَلْاَحْزَابَ: گروہ (واحد: حِزْبٌ)
بَادُوْنَ: صحرانشین
اَلْاَعْرَابُ: بدو
اَنْبَاءً: خبریں (واحد: نَبَأٌ)

التمارین

السوال الاول: سبق کی آیات کی روشنی میں بتایئے غزوہ احزاب میں اہل ایمان کو اللہ کی تائید و نصرت کیسے حاصل ہوئی؟

السوال الثانی: غزوہ احزاب کے دوران آزمائش کی گھڑیوں میں اہل ایمان اور منافقین کا طرز عمل کیا تھا؟

السوال الثالث: ان آیات میں جہاد میں رکاوٹ ڈالنے والوں (اَلْمُعَوِّقِیْنَ) کے بارے میں کیا فرمایا گیا ہے؟

الدّرس الرابع (ج)

(آیات ۲۱ تا ۲۷)

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا

تم کو پیغمبر خدا کی پیروی (کرنی) بہتر ہے (یعنی) اُس شخص کو جسے خدا (سے ملنے) اور روز قیامت (کے)

اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ﴿۲۱﴾ وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ

آنے) کی اُمید ہو اور وہ خدا کا کثرت سے ذکر کرتا ہو؛ اور جب مومنوں نے (کافروں کے)

الْاَحْزَابَ ۙ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ

لشکر کو دیکھا۔ تو کہنے لگے یہ وہی ہے جس کا خدا اور اُس کے پیغمبر نے ہم سے وعدہ کیا تھا اور خدا اور اُس کے

اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۡ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّاۤ اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا ﴿۲۲﴾ مِنَ

پیغمبر نے سچ کہا تھا۔ اور اس سے اُن کا ایمان اور اطاعت اور زیادہ ہو گئی؛ مومنوں میں

الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ فَمِنْهُمْ

کتنے ہی ایسے شخص ہیں کہ جو اقرار اُنہوں نے خدا سے کیا تھا اُس کو سچ کر دکھایا۔ تو اُن میں بعض ایسے ہیں

مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ﴿۲۳﴾

جو اپنی نذر سے فارغ ہو گئے اور بعض ایسے ہیں کہ انتظار کر رہے ہیں اور اُنہوں نے (اپنے قول کو) ذرا بھی نہیں بدلا؛

لِيَجْزِيَ اللّٰهُ الصّٰدِقِيْنَ بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ

تاکہ خدا سچوں کو اُن کی سچائی کا بدلہ دے اور منافقوں کو چاہے تو عذاب دے، یا

اِنْ شَآءَ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ ۚ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۲۴﴾

(چاہے) تو اُن پر مہربانی کرے۔ بے شک خدا بخشنے والا مہربان ہے؛

وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوْا خَيْرًا ۭ وَكَفَى

اور جو کافر تھے اُن کو خدا نے پھیر دیا وہ اپنے غصے میں (بھرے ہوئے تھے) کچھ بھلائی حاصل نہ کر سکے۔ اور

اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا ۝٢٥ وَاَنْزَلَ

خدا مومنوں کو لڑائی کے بارے میں کافی ہوا۔ اور خدا طاقت ور (اور) زبردست ہے ۔ اور اہل کتاب

الَّذِيْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ صَيَاصِيْهِمْ

میں سے جنہوں نے اُن کی مدد کی تھی اُن کو اُن کے قلعوں سے اُتار دیا

وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ وَتَاْسِرُوْنَ

اور اُن کے دلوں میں دہشت ڈال دی۔ تو کتنوں کو تم قتل کر دیتے تھے اور کتنوں کو قید

فَرِيْقًا ۝٢٦ وَاَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ وَاَرْضًا

کر لیتے تھے ۔ اور اُن کی زمین اور اُن کے گھروں اور اُن کے مال کا اور اُس زمین کا جس میں تم نے پاؤں بھی

لَّمْ تَطَـــُٔوْهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ۝٢٧ ع

نہیں رکھا تھا تم کو وارث بنا دیا۔ اور خدا ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے ۔

الکلمات والتراکیب

زَادَ: زیادہ ہو گیا

نَحْبٌ: نذر/حصہ

لَمْ یَنَالُوْا: حاصل نہ کر سکے

صَیَاصِیْهِمْ: ان کی گڑھیاں/ان کے قلعے

تَاْسِرُوْنَ: تم اسیر بناتے ہو

لَمْ تَطَئُوْهَا: تم نے پامال نہ کیا

تَسْلِیْماً: سر تسلیم خم کرنا، سپردگی

رَدَّ: لوٹا دیا، پھیر دیا

ظَاهَرُوْا: انہوں نے ساتھ دیا/ پشت پناہی کی

قَذَفَ: ڈالا، پھینکا

اَوْرَثَ: وارث بنایا

التمارین

السوال الاول: مندرجہ ذیل عبارات کا مفہوم بیان کریں۔

(الف) لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

(ب) فَمِنْهُمْ مَنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَنْ یَّنْتَظِرُ

(ج) وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِیْنَ الْقِتَالَ

الدّرس الخامس (الف)

(آیات ۲۸ تا ۳۴)

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَ

اے پیغمبر اپنی بیویوں سے کہہ دو کہ اگر تم دُنیا کی زندگی اور اُس کی زینت و آرائش

زِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ﴿۲۸﴾

کی خواستگار ہو تو آؤ میں تمہیں کچھ مال دُوں اور اچھی طرح سے رخصت کر دُوں؛

وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ

اور اگر تم خدا اور اُس کے پیغمبر اور عاقبت کے گھر (یعنی بہشت) کی طلبگار ہو تو تم میں جو

اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۲۹﴾ يٰنِسَآءَ

نیکوکاری کرنے والی ہیں اُن کے لئے خدا نے اجر عظیم تیار کر رکھا ہے؛ اے پیغمبر کی

النَّبِيِّ مَنْ يَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُّضٰعَفْ

بیویو تم میں سے جو کوئی صریح ناشائستہ (الفاظ کہہ کر رسول اللہ کو ایذا دینے کی) حرکت کریگی۔

لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿۳۰﴾

اُس کو دُونی سزا دی جائیگی اور یہ (بات) خدا کو آسان ہے؛

وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا

اور جو تم میں سے خدا اور اُس کے رسول کی فرماں بردار رہے گی اور عمل نیک کرے گی

نُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ ۙ وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا ﴿۳۱﴾ يٰنِسَآءَ

اُس کو ہم دُونا ثواب دیں گے اور اُس کے لئے ہم نے عزت کی روزی تیار کر رکھی ہے؛ اے پیغمبر

النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ

کی بیویو تم اور عورتوں کی طرح نہیں ہو۔ اگر تم پرہیزگار رہنا چاہتی ہو تو (کسی اجنبی شخص سے) نرم نرم

بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا

باتیں نہ کرو تاکہ وہ شخص جس کے دل میں کسی طرح کا مرض ہے کوئی اُمید (نہ) پیدا کرے۔ اور دستور

مَّعْرُوْفًا ﴿٣٢﴾ وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ

کے مطابق بات کیا کرو؛ اور اپنے گھروں میں ٹھیری رہو اور جس طرح (پہلے) جاہلیت (کے دنوں)

الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَ

میں اظہار تجمل کرتی تھیں اُس طرح زینت نہ دکھاؤ۔ اور نماز پڑھتی رہو اور زکوٰۃ دیتی رہو اور

اَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ

خدا اور اُس کے رسول کی فرمانبرداری کرتی رہو۔ اے (پیغمبر کے) اہل بیت خدا چاہتا ہے کہ تم سے ناپاکی

الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ﴿٣٣﴾ وَاذْكُرْنَ

(کا میل کچیل) دُور کر دے اور تمہیں بالکل پاک صاف کر دے؛ اور تمہارے گھروں

مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

میں جو خدا کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں اور حکمت (کی باتیں سنائی جاتی ہیں) اُن کو یاد رکھو۔ بیشک خدا باریک بین

كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا ﴿٣٤﴾

اور باخبر ہے؛

الکلمات والتراکیب

تُرِدْنَ: تم چاہتی ہو
تَعَالَیْنَ: تم آؤ
اُمَتِّعْکُنَّ: میں تمہیں مال ومتاع دوں
اُسَرِّحْکُنَّ: میں تمہیں رخصت کرو
سَرَاحًا: رخصتی
اَعَدَّ: تیار کیا
ضِعْفَیْنِ: دوگنا
یَقْنُتْ: فرماں برداری کرتا ہے یا کرے گا
اَعْتَدْنَا: ہم نے مہیا (تیار) کر رکھا ہے
لَسْتُنَّ: تم (مونث) نہیں ہو
اِنِ اتَّقَیْتُنَّ: اگر تم اللہ سے ڈرتی ہو
فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ: دبی زبان سے (نرم لہجے میں) بات نہ کرو
وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ: (اے عورتو!) تم اپنے گھروں کے اندر ٹھہری رہو / قرار پکڑو
لَاتَبَرَّجْنَ: زینت (سج دھج) نہ دکھاتی پھرو
الرِّجْسَ: ناپاکی
لِیُذْھِبَ عَنْکُمْ: تاکہ تم سے دور کرے : لے جائے

التمارین

السوال الاول: اس سبق کی آیات کے حوالے سے بتائیے کہ اللہ تعالیٰ نے ازواج النبی کو کون سی دو باتوں میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے کے بارے میں کیا فرمایا؟

السوال الثانی: ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات کو کن احکام و آداب کی تلقین فرمائی؟

السوال الثالث: مندرجہ ذیل عبارات کا مفہوم بیان کریں۔

(الف) یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ

(ب) وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ

(ج) وَلَاتَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاھِلِیَّةِ الْاُوْلٰی

الدّرس الخامس (ب)

(آیات ۳۵ تا ۴۰)

إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِينَ

(جو لوگ خدا کے آگے سر اطاعت خم کرنیوالے ہیں یعنی) مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں

وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقَانِتِينَ وَالْقَانِتَاتِ وَالصَّادِقِينَ وَالصَّادِقَاتِ

اور مومن مرد اور مومن عورتیں اور فرمانبردار مرد اور فرمانبردار عورتیں اور راستباز مرد اور راست باز عورتیں

وَالصَّابِرِينَ وَالصَّابِرَاتِ وَالْخَاشِعِينَ وَالْخَاشِعَاتِ وَ

اور صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں اور فروتنی کرنے والے مرد اور فروتنی کرنیوالی عورتیں اور

الْمُتَصَدِّقِينَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّائِمِينَ وَالصَّائِمَاتِ وَ

خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنیوالی عورتیں اور روزے رکھنے والے مرد اور روزے رکھنے والی عورتیں اور

الْحَافِظِينَ فُرُوجَهُمْ وَالْحَافِظَاتِ وَالذَّاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيرًا

اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنیوالے مرد اور حفاظت کرنیوالی عورتیں اور خدا کو کثرت سے یاد کرنے والے مرد اور

وَالذَّاكِرَاتِ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا ﴿٣٥﴾ وَمَا

کثرت سے یاد کرنیوالی عورتیں۔ کچھ شک نہیں کہ ان کے لئے خدا نے بخشش اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔ اور کسی

كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا

مومن مرد اور مومن عورت کو حق نہیں ہے کہ جب خدا اور اس کا رسول کوئی امر مقرر کر دیں تو وہ اس

أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ ۗ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَ

کام میں اپنا بھی کچھ اختیار سمجھیں۔ اور جو کوئی خدا اور اسکے

رَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ۝٣٦ وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِيْٓ

رسول کی نافرمانی کرے وہ صریح گمراہ ہو گیا ۔ اور جب تم اُس شخص سے جس پر خدا

اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ

نے احسان کیا اور تم نے بھی احسان کیا (یہ) کہتے تھے کہ اپنی بیوی کو اپنے پاس رہنے دے

وَاتَّقِ اللّٰهَ وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ ۚ

اور خدا سے ڈر اور تم اپنے دل میں وہ بات پوشیدہ کرتے تھے جسکو خدا ظاہر کرنیوالا تھا اور تم لوگوں سے ڈرتے تھے۔

وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰىهُ ۭ فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا

حالانکہ خدا اسکا زیادہ مستحق ہے کہ اس سے ڈرو۔ پھر جب زید نے اُس سے (کوئی) حاجت (متعلق) نہ رکھی

زَوَّجْنٰكَهَا لِكَيْ لَا يَكُوْنَ عَلَي الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِيْٓ

(یعنی اُسکو طلاق دے دی) تو ہمنے تم سے اُسکا نکاح کر دیا تاکہ مومنوں کیلیئے اُن کے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں (کیساتھ نکاح

اَزْوَاجِ اَدْعِيَاۗىِٕهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ۭ وَكَانَ اَمْرُ

کرنیکے بارے میں جب وہ اُن سے (اپنی) حاجت (متعلق) نہ رکھیں (یعنی طلاق دیدیں) کچھ تنگی نہ رہے۔ اور خدا کا حکم واقع

اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ۝٣٧ مَا كَانَ عَلَي النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيْمَا فَرَضَ

ہو کر رہنے والا تھا۔ پیغمبر پر اُس کام میں کچھ تنگی نہیں جو خدا نے اُن کے لئے مقرر

اللّٰهُ لَهٗ ۭ سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۭ وَكَانَ اَمْرُ

کر دیا۔ اور جو لوگ پہلے گزر چکے ہیں اُن میں بھی خدا کا یہی دستور رہا ہے اور خدا کا

اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرَۨا ۝٣٨ الَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَ

حکم ٹھیر چکا ہے۔ اور جو خدا کے پیغام (لوگوں کے تئیں) پہنچاتے اور

يَخْشَوْنَهٗ وَلَا يَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ﴿۳۹﴾

اُس سے ڈرتے ہیں اور خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے اور خدا ہی حساب کرنے کو کافی ہے ؛

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ

محمدؐ تمہارے مردوں میں سے کسی کے والد نہیں ہیں بلکہ خدا کے پیغمبر اور

اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿۴۰﴾ ع

نبیوں (کی نبوت) کا سلسلہ (یعنی اسکو ختم کر دینے والے) ہیں ۔ اور خدا ہر چیز سے واقف ہے ۔

الکلمات والتراکیب

اَلْقٰنِتٰتِ: مطیع فرماں بردار عورتیں	اَلْمُتَصَدِّقِيْنَ: صدقہ دینے والے
اَلْخِيَرَةُ: اختیار	اَمْسِكْ: تو روک رکھ
تُخْفِيْ: تو چھپاتا ہے	مُبْدِيْ: ظاہر کرنے والا
وَطَرًا: حاجت	خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ: آخری نبی

التمارین

السوال الاول: اس سبق میں مسلمان مردوں اور عورتوں کے کیا اوصاف بیان ہوئے ہیں؟

السوال الثانی: اللہ اور اس کے رسولؐ کے فیصلوں کے بارے میں اہل ایمان کا کیا طرز عمل ہونا چاہیے؟

السوال الثالث: اس سبق میں حضرت زیدؓ کے بارے میں جو باتیں بیان کی گئی ہیں ان کی وضاحت کریں

السوال الرابع: مندرجہ ذیل عبارات کا مفہوم بیان کریں۔

(الف) وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ

(ب) مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ

(ج) اَلَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَيَخْشَوْنَهٗ وَلَا يَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ

الدّرس الخامس (ج)

(آیات ۴۱ تا ۵۲)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ﴿۴۱﴾ وَّسَبِّحُوْهُ

اے اہل ایمان خدا کا بہت ذکر کیا کرو ؛ اور صبح اور شام

بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ﴿۴۲﴾ هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ

اس کی پاکی بیان کرتے رہو ؛ وہی تو ہے جو تم پر رحمت بھیجتا ہے اور اُس کے فرشتے بھی۔

لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ

تاکہ تم کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لے جائے۔ اور خدا مومنوں پر مہربان

رَحِيْمًا ﴿۴۳﴾ تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ ۚۖ وَاَعَدَّ لَهُمْ اَجْرًا كَرِيْمًا ﴿۴۴﴾

ہے ؛ جس روز وہ اُس سے ملیں گے اُنکا تحفہ (خدا کی طرف سے) سلام ہوگا اور اُسنے اُن کیلئے بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے ؛

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ﴿۴۵﴾ وَّ

اے پیغمبر ہمنے تم کو گواہی دینے والا اور خوشخبری سُنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے ؛ اور

دَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ﴿۴۶﴾ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ

خدا کی طرف بلانے والا اور چراغ روشن ؛ اور مومنوں کو خوشخبری سُنا دو

بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا ﴿۴۷﴾ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ

کہ اُن کے لئے خدا کی طرف سے بڑا فضل ہوگا ؛ اور کافروں اور منافقوں

وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَدَعْ اَذٰىهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ

کا کہنا نہ ماننا اور نہ اُن کے تکلیف دینے پر نظر کرنا اور خدا پر بھروسہ رکھنا اور خدا ہی کارساز

وَكِيلًا ﴿۶۵﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ

کافی ہے ؛ مومنو جب تم مومن عورتوں سے نکاح کر کے اُن کو ہاتھ لگانے (یعنی اُن کے پاس جانے)

طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِن قَبْلِ أَن تَمَسُّوهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ

سے پہلے طلاق دے دو تو تم کو کچھ اختیار نہیں کہ اُن سے

عِدَّةٍ تَعْتَدُّونَهَا ۖ فَمَتِّعُوهُنَّ وَسَرِّحُوهُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا ﴿۴۹﴾

عدت پوری کراؤ۔ اُن کو کچھ فائدہ (یعنی خرچ) دے کر اچھی طرح سے رخصت کر دو؛

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَحْلَلْنَا لَكَ أَزْوَاجَكَ اللَّاتِي آتَيْتَ أُجُورَهُنَّ

اے پیغمبر ہم نے تمہارے لئے تمہاری بیویاں جنکو تم نے اُن کے مہر دیدیئے ہیں حلال کر دی ہیں اور تمہاری لونڈیاں

وَمَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ مِمَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَيْكَ وَبَنَاتِ عَمِّكَ

جو خدا نے تم کو (کفار سے بطور مال غنیمت) دلوائی ہیں اور تمہارے چچا کی بیٹیاں اور تمہاری

وَبَنَاتِ عَمَّاتِكَ وَبَنَاتِ خَالِكَ وَبَنَاتِ خَالَاتِكَ اللَّاتِي هَاجَرْنَ

پھوپھیوں کی بیٹیاں اور تمہارے ماموؤں کی بیٹیاں اور تمہاری خالاؤں کی بیٹیاں جو تمہارے ساتھ وطن

مَعَكَ ۖ وَامْرَأَةً مُؤْمِنَةً إِن وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ إِنْ

چھوڑ کر آئی ہیں (سب حلال ہیں) اور کوئی مومن عورت اگر اپنے تئیں پیغمبر کو بخشدے (یعنی مہر لینے کے بغیر

أَرَادَ النَّبِيُّ أَن يَسْتَنكِحَهَا خَالِصَةً لَّكَ مِن دُونِ

نکاح میں آنا چاہے) بشرطیکہ پیغمبر بھی اُن سے نکاح کرنا چاہیں (وہ بھی حلال ہو لیکن) یہ اجازت (اے محمدؐ)

الْمُؤْمِنِينَ ۖ قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِي أَزْوَاجِهِمْ وَ

خاص تم ہی کو ہے سب مسلمانوں کو نہیں۔ ہم نے اُنکی بیویوں اور لونڈیوں کے بارے میں جو (مہر واجب لادا)

مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ لِكَيْلَا يَكُونَ عَلَيْكَ حَرَجٌ ۗ وَكَانَ اللَّهُ

مقرر کر دیا ہے ہم کو معلوم ہے (یہ) اس لئے (کیا گیا ہے) کہ تم پر کسی طرح کی تنگی نہ رہے۔ اور خدا بخشنے

غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿۵۱﴾ تُرْجِي مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِيٓ اِلَيْكَ مَنْ

والا مہربان ہے ۔ (اور تم کو یہ بھی اختیار ہے کہ جس بیوی کو چاہو علیحدہ رکھو اور جسے چاہو اپنے

تَشَآءُ ۭ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ ۭ

پاس رکھو۔ اور جس کو تم نے علیحدہ کر دیا ہو اگر اُس کو پھر اپنے پاس طلب کر لو تو تم پر کچھ گناہ نہیں ۔

ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ تَقَرَّ اَعْيُنُهُنَّ وَلَا يَحْزَنَّ وَيَرْضَيْنَ بِمَآ

یہ (اجازت) اس لئے ہے کہ اُنکی آنکھیں ٹھنڈی رہیں اور وہ غمناک نہ ہوں اور جو کچھ تم اُن کو دو اُسے لے کر

اٰتَيْتَهُنَّ كُلُّهُنَّ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا

سب خوش رہیں ۔ اور جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے خدا اُسے جانتا ہے۔ اور خدا جاننے والا

حَلِيْمًا ﴿۵۱﴾ لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْۢ بَعْدُ وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ

اور بُردبار ہے ۔ (اے پیغمبر) ان کے سوا اور عورتیں تم کو جائز نہیں اور نہ یہ کہ ان بیویوں کو چھوڑ کر اور

بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ اِلَّا مَا مَلَكَتْ

بیویاں کرو خواہ اُن کا حُسن تم کو (کیسا ہی) اچھا لگے مگر وہ جو تمہارے ہاتھ کا

يَمِيْنُكَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ رَّقِيْبًا ﴿۵۲﴾

مال ہو (یعنی لونڈیوں کے بارے میں تمکو اختیار ہے) اور خدا ہر چیز پر نگاہ رکھتا ہے ۔

الكلمات والتراكيب

بُكْرَةً وَّاَصِيلًا: صبح شام
تَحِيَّةٌ: تحفہ/دعا
يَلْقَوْنَ: وہ ملیں گے
سِرَاجًا مُّنِيرًا: روشن چراغ
تَعْتَدُّوْنَهَا: تم عدت پوری کراتے ہو
وَهَبَتْ: اس (مونث) نے ھبہ کیا
اَنْ يَّسْتَنْكِحَ: کہ وہ نکاح کرنا چاہے
تُرْجِئُ: تو چاہے علیحدہ کرے
اَنْ تَقَرَّ اَعْيُنُهُنَّ: کہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں (قرار پائیں)

التمارين

السوال الاول: اس سبق میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کا کیا مقام منصب بیان کیا ہے؟

السوال الثاني: اس سبق میں طلاق کا کیا خاص حکم بیان ہوا ہے؟

السوال الثالث: ان آیات میں رسول اللہ ﷺ کے لئے نکاح کے کیا خصوصی ضوابط بیان کیے گئے ہیں؟

الدّرس السادس (الف)

(آیات ۵۳ تا ۵۸)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اے اہل ایمان

لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى

پیغمبر کے گھروں میں نہ جایا کرو مگر اُس صورت میں کہ تم کو کھانے کے لئے اجازت دی جائے

طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا

اور اُس کے پکنے کا انتظار بھی نہ کرنا پڑے۔ لیکن جب تمہاری دعوت کی جائے تو جاؤ اور جب

طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ

کھانا کھا چکو تو چل دو اور باتوں میں جی لگا کر نہ بیٹھ رہو۔ یہ بات پیغمبر کو

يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيٖ مِنْكُمْ وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيٖ مِنَ الْحَقِّ ؕ

ایذا دیتی ہے اور وہ تم سے شرم کرتے ہیں (اور کہتے نہیں ہیں) لیکن خدا سچی بات کے کہنے سے شرم نہیں کرتا

وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ؕ

اور جب پیغمبر کی بیویوں سے کوئی سامان مانگو تو پردے کے باہر سے مانگو

ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ ۚ وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا

یہ تمہارے اور اُن کے دونوں کے دلوں کے لئے بہت پاکیزگی کی بات ہے اور تم کو یہ شایاں نہیں کہ پیغمبر خدا

رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا ؕ اِنَّ

کو تکلیف دو اور نہ یہ کہ اِن کی بیویوں سے کبھی اِن کے بعد نکاح کرو بے شک یہ

ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا ۝ اِنْ تُبْدُوْا شَيْـًٔا اَوْ تُخْفُوْهُ فَاِنَّ

خدا کے نزدیک بڑا (گناہ کا کام) ہے۔ اگر تم کسی چیز کو ظاہر کرو یا اُس کو مخفی رکھو تو (یاد رکھو کہ)

اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ﴿٥٢﴾ لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِي آبَائِهِنَّ

خدا ہر چیز سے باخبر ہے ؛ عورتوں پر اپنے باپوں سے (پردہ نہ کرنے میں) کچھ

وَلَا أَبْنَائِهِنَّ وَلَا إِخْوَانِهِنَّ وَلَا أَبْنَاءِ إِخْوَانِهِنَّ وَلَا

گناہ نہیں اور نہ اپنے بیٹوں سے اور نہ اپنے بھائیوں سے اور نہ اپنے بھتیجوں سے اور نہ

أَبْنَاءِ أَخَوَاتِهِنَّ وَلَا نِسَائِهِنَّ وَلَا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ

اپنے بھانجوں سے نہ اپنی (قسم کی) عورتوں سے اور نہ لونڈیوں سے اور (اے عورتو)

وَاتَّقِينَ اللّٰهَ ۚ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدًا ﴿٥٥﴾ إِنَّ

خدا سے ڈرتی رہو۔ بے شک خدا ہر چیز سے واقف ہے ؛ خدا اور

اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ ۚ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا

اُس کے فرشتے پیغمبر پر درود بھیجتے ہیں۔ مومنو تم بھی

صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ﴿٥٦﴾ إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللّٰهَ

اُن پر درود اور سلام بھیجا کرو ؛ جو لوگ خدا اور اُس کے پیغمبر کو

وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ

رنج پہنچاتے ہیں اُن پر خدا دنیا اور آخرت میں لعنت کرتا ہے اور اُن کے لئے اُس نے ذلیل کرنے والا

عَذَابًا مُهِينًا ﴿٥٧﴾ وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ

عذاب تیار کر رکھا ہے ؛ اور جو لوگ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو ایسے کام (کی تہمت) سے جو اُنہوں

بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُبِينًا ﴿٥٨﴾ ع

نے نہ کیا ہو ایذا دیں تو اُنہوں نے بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ اپنے سر پر رکھا ؛

الکلمات والتراکیب

اِنَاهُ: اس (کھانے) کا تیار ہونا

دُعِیْتُمْ: تمہیں بلایا جائے

طَعِمْتُمْ: تم نے کھانا کھالیا

اِنْتَشِرُوْا: تم منتشر ہو جاؤ

مُسْتَاْنِسِیْنَ: جی لگاتے ہوئے / مشغول ہوتے ہوئے

یُؤْذِیْ: وہ ایذا دیتا ہے

لَایَسْتَحْیٖ: وہ شرماتا نہیں

اِحْتَمَلُوْا: انہوں نے بوجھ اٹھایا، اپنے سر لیا

التمارین

السوال الاول: ان آیات میں اہل ایمان کو رسول اللہ کے گھرانے کے بارے میں کیا آداب سکھایا گیا؟

السوال الثانی: رسول اکرمؐ کے ہاں کھانے کی دعوت پر آنے والوں کو کن آداب کی تعلیم دی گئی؟

السوال الثالث: نبی اکرم ﷺ پر درود و سلام کی کیا اہمیت ہے اور اس کے متعلق کیا حکم دیا گیا ہے؟

الدّرس السادس (ب)

(آیات ۵۹ تا ۶۸)

يَاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ

اے پیغمبر اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ

يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ۭ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ

(باہر نکلا کریں تو) اپنے (مونھوں پر چادر لٹکا کر گھونگھٹ نکال لیا کریں۔ یہ امر اُن کے لئے موجب شناخت

فَلَا يُؤْذَيْنَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝۵۹ لَىِٕنْ لَّمْ يَنْتَهِ

(و امتیاز) ہوگا تو کوئی اُنکو ایذا نہ دیگا۔ اور خدا بخشنے والا مہربان ہے۔ اگر منافق اور وہ لوگ جن کے

الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْمُرْجِفُوْنَ فِي

دلوں میں مرض ہے اور جو مدینے (کے شہر میں) بُری بُری خبریں اُڑایا کرتے

الْمَدِيْنَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَآ اِلَّا قَلِيْلًا ۝۶۰ۚ

ہیں (اپنے کردار سے) باز نہ آئینگے تو ہم تمکو اُنکے پیچھے لگا دینگے پھر وہاں تمہارے پڑوس میں نہ رہ سکیں گے مگر تھوڑے دن۔

مَّلْعُوْنِيْنَ ۚ اَيْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا ۝۶۱ سُنَّةَ

(وہ بھی) پھٹکارے ہوئے۔ جہاں پائے گئے پکڑے گئے اور جان سے مار ڈالے گئے۔ جو لوگ

اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ

پہلے گزر چکے ہیں اُن کے بارے میں بھی خدا کی یہی عادت رہی ہے۔ اور تم خدا کی عادت میں تغیر و تبدل

تَبْدِيْلًا ۝۶۲ يَسْـَٔلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ ۭ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا

نہ پاؤ گے۔ لوگ تم سے قیامت کی نسبت دریافت کرتے ہیں (کہ کب آئیگی) کہہ دو کہ اُس کا علم خدا

عِنْدَ اللّٰهِ ۭ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُوْنُ قَرِيْبًا ۝۶۳ اِنَّ

ہی کو ہے۔ اور تمہیں کیا معلوم ہے شاید قیامت قریب ہی آگئی ہو۔ بے شک

اللّٰهَ لَعَنَ الْكٰفِرِيْنَ وَاَعَدَّ لَهُمْ سَعِيْرًا ﴿٦٤﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ

خدا نے کافروں پر لعنت کی ہے اور اُن کیلئے دوزخ کی آگ تیار کر رکھی ہے۔ اس میں ہمیشہ

اَبَدًا ۚ لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿٦٥﴾ يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ

رہیں گے نہ کسی کو دوست پائیں گے اور نہ مددگار۔ جس دن اُن کے منہ آگ میں اُلٹائے

فِي النَّارِ يَقُوْلُوْنَ يٰلَيْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ﴿٦٦﴾ وَ

جائیں گے کہیں گے اے کاش ہم خدا کی فرمانبرداری کرتے اور رسول (خدا) کا حکم مانتے۔ اور

قَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا ﴿٦٧﴾

کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہمنے اپنے سرداروں اور بڑے لوگوں کا کہا مانا تو اُنہوں نے ہمکو رستے سے گمراہ کر دیا۔

رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا ﴿٦٨﴾

اے ہمارے پروردگار ان کو دُگنا عذاب دے اور ان پر بڑی لعنت کر۔

الكلمات والتراكيب

يُدْنِيْنَ: لٹکا لیا کرتی ہیں

جَلَابِيْبِ: چادریں (واحد: جِلْبَابٌ)

اَنْ يُّعْرَفْنَ: کہ وہ پہچان لی جائیں

اَلْمُرْجِفُوْنَ: افواہیں پھیلانے والے

لَنُغْرِيَنَّكَ: ہم تجھے پیچھے لگا دیں گے تمہیں (ان پر) مسلط کر دیں گے

لَا يُجَاوِرُوْنَ: وہ پڑوس میں نہ رہ سکیں گے

وَمَا يُدْرِيْكَ: تجھے کیا خبر

التمارين

السوال الاول: اس سبق کی آیات میں مسلمان عورتوں کو پردے کے سلسلے میں کیا ہدایات دی گئی ہیں؟ اور اسکی کیا حکمت بیان کی گئی ہے؟

السوال الثانی: ان آیات میں منافقین مدینہ کو کیا تنبیہ کی گئی ہے اور انہیں کیا وعید سنائی گئی ہے؟

السوال الثالث: قرآن حکیم کی ان آیات میں قیامت کے متعلق کیا فرمایا گیا ہے؟

الدّرس السادس (ج)

(آیات ۶۹ تا ۷۳)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّاَهُ

مومنو تم اُن لوگوں جیسے نہ ہونا جنہوں نے موسیٰ کو (عیب لگاکر) رنج پہنچایا تو خدا نے

اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا ؕ وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا ﴿۶۹﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

اُنکو بے عیب ثابت کیا۔ اور وہ خدا کے نزدیک آبرو والے تھے۔ مومنو

اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ﴿۷۰﴾ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ

خدا سے ڈرا کرو اور بات سیدھی کہا کرو۔ وہ تمہارے اعمال درست کردیگا

وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ

اور تمہارے گناہ بخش دیگا اور جو شخص خدا اور اُس کے رسول کی فرمانبرداری کریگا تو بیشک

فَوْزًا عَظِيْمًا ﴿۷۱﴾ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

بڑی مراد پائیگا۔ ہم نے (بار) امانت آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر پیش کیا تو اُنہوں نے

وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا

اُس کے اٹھانے سے انکار کیا اور اُس سے ڈر گئے اور انسان نے اُس کو

الْاِنْسَانُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ﴿۷۲﴾ لِّيُعَذِّبَ اللّٰهُ

اُٹھا لیا۔ بے شک وہ ظالم اور جاہل تھا۔ تاکہ خدا منافق مردوں

الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ وَيَتُوْبَ اللّٰهُ

اور منافق عورتوں اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو عذاب دے اور خدا

عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۷۳﴾

مومن مردوں اور مومن عورتوں پر مہربانی کرے۔ اور خدا تو بخشنے والا مہربان ہے۔

الکلمات والتراکیب

بَرَّأَہ: اسے بے عیب ثابت کیا، بے قصور ثابت کیا وَجِیْھًا: باعزت صاحب مرتبہ

قَوْلاً سَدِیْدًا: سیدھی بات، غیر مبہم، جس میں کوئی پیچیدگی باقی نہ رہے اور اس کا مفہوم واضح ہو۔

عَرَضْنَا: ہم نے پیش کیا اَشْفَقْنَ: وہ ڈر گئیں ظَلُوْمًا جَھُوْلاً: بڑا ظالم اور جاہل، نادان

التمارین

السوال الاول: اس سبق کی آیات میں اہل ایمان کو حضرت موسیٰؑ کی مثال دے کر کیا بات سمجھائی گئی ہے؟

السوال الثانی: قُوْلُوْا قَوْلاً سَدِیْدًا کا مفہوم بتایئے اور ہمارے لئے اس میں کیا رہنمائی ہے؟

سورۃ الممتحنۃ

الدرس السابع (الف) (آیات ۱ تا ۶)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(شروع خدا کا نام لیکر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ

مومنو! اگر تم میری راہ میں لڑنے اور میری خوشنودی حاصل کرنے کے لئے (گھر سے) نکلے ہو تو میرے اور اپنے

تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ

دشمنوں کو دوست مت بناؤ تم تو انکو دوستی کے پیغام بھیجتے ہو اور وہ (دین) حق سے جو تمہارے پاس آیا ہے منکر

الْحَقِّ ۚ يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَاِيَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ ۭ اِنْ

ہیں (اور) اس باعث سے کہ تم اپنے پروردگار خدا تعالیٰ پر ایمان لائے (پیغمبر کو اور) تمکو جلاوطن کرتے ہیں۔ تم

كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِيْ سَبِيْلِيْ وَابْتِغَآءَ مَرْضَاتِيْ ۚ تُسِرُّوْنَ

(اُن کی طرف) پوشیدہ (دوستی کے پیغام)

اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ ۚ وَاَنَا اَعْلَمُ بِمَآ اَخْفَيْتُمْ وَمَآ اَعْلَنْتُمْ ۭ

بھیجتے ہو۔ جو کچھ تم مخفی طور پر اور جو علی الاعلان کرتے ہو وہ مجھے معلوم ہے۔

وَمَنْ يَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ۝ اِنْ

اور جو کوئی تم میں سے ایسا کرے گا وہ سیدھے رستے سے بھٹک گیا۔ اگر

يَّثْقَفُوْكُمْ يَكُوْنُوْا لَكُمْ اَعْدَآءً وَّيَبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ

یہ کافر تم پر قدرت پالیں تو تمہارے دشمن ہو جائیں اور ایذا کے لئے تم پر ہاتھ (بھی) چلائیں اور

وَاَلْسِنَتَهُمْ بِالسُّوْٓءِ وَوَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ ۝٢ ط لَنْ تَنْفَعَكُمْ

زبانیں (بھی) اور چاہتے ہیں کہ تم کسی طرح کافر ہو جاؤ ۔ قیامت کے دن نہ تمہارے

اَرْحَامُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ ۚ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ ۭ ط

رشتے ناتے کام آئیں گے اور نہ اولاد ۔ اُس روز ۔ تم میں فیصلہ کرے گا

وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝٣ قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

اور جو کچھ تم کرتے ہو خدا اُس کو دیکھتا ہے ۔ تمہیں ابراہیم اور اُن کے رفقا کی نیک چال

فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ ۚ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا

چلنی (ضرور) ہے ۔ جب اُنہوں نے اپنی قوم کے لوگوں سے کہا کہ ہم تم سے اور

مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۡ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا

اُن (بتوں) سے جن کو تم خدا کے سوا پوجتے ہو بے تعلق ہیں ۔ (اور) تمہارے (معبودوں کے کبھی) قائل

بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا

نہیں (ہو سکتے) اور جب تک تم خدائے واحد پر ایمان نہ لاؤ ہم میں تم میں ہمیشہ کھلم کھلی عداوت

بِاللّٰهِ وَحْدَهٗٓ اِلَّا قَوْلَ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَمَآ

اور دشمنی رہے گی ۔ ہاں ابراہیم نے اپنے باپ سے یہ (ضرور) کہا کہ میں آپ کے لئے مغفرت مانگوں گا اور

اَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ۭ رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَاِلَيْكَ

میں خدا کے سامنے آپ کے بارے میں کسی چیز کا کچھ اختیار نہیں رکھتا ۔ اے ہمارے پروردگار تجھ ہی پر ہمارا بھروسا ہے

اَنَبْنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ۝٤ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ

رجوع کرتے ہیں اور تیرے ہی حضور میں (ہمیں) لوٹ جانا ہے ۔ اے ہمارے پروردگار ہم کو کافروں کے ہاتھ سے

كَفَرُوْا وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝٥ لَقَدْ

عذاب دلانا اور اے پروردگار ہمارے ہمیں معاف فرما بیشک تو غالب حکمت والا ہے ۔ تم (مسلمانوں)

كَانَ لَكُمْ فِيهِمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ

کہ یعنی جو کوئی خدا (کے سامنے جانے) اور روز آخرت (کے آنے) کی اُمید رکھتا ہو اُسے اُن لوگوں کی نیک

الْآخِرَ ۚ وَمَن يَتَوَلَّ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ۝٦

چال چلنی (ضرور) ہے! اور جو روگردانی کرے تو خدا بھی بے پروا اور سزاوار حمد (وثنا) ہے۔

الكلمات والتراكيب

تُلْقُونَ: تم ڈالتے ہو / بھیجتے ہو　　تُسِرُّونَ: تم چھپاتے ہو

إِنْ يَثْقَفُوكُمْ: اگر وہ تم پر قابو پا جائیں　　بُرَءَآؤُا: بے زار

يَرْجُوا: وہ امید رکھتا ہے

التمارين

السوال الاول: قرآن حکیم کی ان آیات کی روشنی میں اہل ایمان کا اسلام دشمن کافروں کے ساتھ کیا رویہ ہونا چاہیے؟

السوال الثانی: اس سبق میں دشمنان حق کی کن باتوں کے سبب انہیں دوست اور رازداں بنانے سے منع کیا گیا ہے؟

السوال الثالث: جب اہل کفر مسلمانوں پر غلبہ پا لیتے ہیں تو انکا اہل ایمان کیساتھ کیا سلوک ہوتا ہے؟

السوال الرابع: ان آیات میں حضرت ابراہیمؑ کے کس اسوہ حسنہ کی پیروی کا حکم دیا گیا ہے؟

الدّرس السابع (ب)

(آیات ۷ تا ۱۳)

عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ عَادَيْتُمْ مِّنْهُمْ

عجب نہیں کہ خدا تم میں اور اُن لوگوں میں جن سے تم دشمنی رکھتے ہو دوستی پیدا

مَّوَدَّةً ؕ وَاللّٰهُ قَدِيْرٌ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۷ لَا يَنْهٰكُمُ

کردے ۔ اور خدا قادر ہے ۔ اور خدا بخشنے والا مہربان ہے ؛ جن لوگوں نے

اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِى الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ

تم سے دین کے بارے میں جنگ نہیں کی اور نہ تم کو تمہارے گھروں

مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ

سے نکالا اُن کے ساتھ بھلائی اور انصاف کا سلوک کرنے سے خدا اُنکو منع نہیں کرتا ۔ خدا تو انصاف کرنیوالوں

الْمُقْسِطِيْنَ ۝۸ اِنَّمَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ قَاتَلُوْكُمْ فِى

کو دوست رکھتا ہے ؛ خدا انہی لوگوں کے ساتھ تم کو دوستی کرنے سے منع کرتا ہے جنہوں نے تم سے دین

الدِّيْنِ وَاَخْرَجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ وَظٰهَرُوْا عَلٰٓى اِخْرَاجِكُمْ

کے بارے میں لڑائی کی اور تم کو تمہارے گھروں سے نکالا اور تمہارے نکالنے میں اوروں کی

اَنْ تَوَلَّوْهُمْ ۚ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝۹

مدد کی ۔ تو جو لوگ ایسوں سے دوستی کریں گے وُہی ظالم ہیں ؛

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ

مومنو ! جب تمہارے پاس مومن عورتیں وطن چھوڑ کر آئیں تو اُن کی

فَامْتَحِنُوْهُنَّ ؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِهِنَّ ۚ فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ

آزمائش کر لو۔ (اور) خدا تو اُن کے ایمان کو خوب جانتا ہے۔ سو اگر تم کو معلوم ہو کہ مومن ہیں

مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ ؕ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ

تو اُنکو کفار کے پاس واپس نہ بھیجو۔ کہ نہ یہ اُن کو حلال ہیں

وَلَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ ؕ وَاٰتُوْهُمْ مَّاۤ اَنْفَقُوْا ؕ وَلَا جُنَاحَ

اور نہ وہ ان کو جائز۔ اور جو کچھ اُنہوں نے (اُن پر) خرچ کیا ہو وہ اُن کو دے دو۔ اور تم پر کچھ گناہ

عَلَيْكُمْ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ اِذَاۤ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ؕ وَلَا

نہیں کہ اُن عورتوں کو مہر دے کر اُن سے نکاح کر لو۔ اور کافر عورتوں کی

تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ وَسْـَٔلُوْا مَاۤ اَنْفَقْتُمْ وَلْيَسْـَٔلُوْا مَاۤ

ناموس کو قبضے میں نہ رکھو (یعنی کفار کو واپس دیدو) اور جو کچھ تم نے اُن پر خرچ کیا ہو تم اُن سے طلب کر لو اور جو کچھ

اَنْفَقُوْا ؕ ذٰلِكُمْ حُكْمُ اللّٰهِ ؕ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ

اُنہوں نے (اپنی عورتوں پر) خرچ کیا ہو وہ تم سے طلب کر لیں یہ خدا کا حکم ہے جو تم میں فیصلہ کئے دیتا ہے۔ اور خدا جاننے والا

حَكِيْمٌ ﴿۱۰﴾ وَاِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ اِلَى الْكُفَّارِ

حکمت والا ہے ۔ اور اگر تمہاری عورتوں میں سے کوئی عورت تمہارے ہاتھ سے نکل کر کافروں کے پاس چلی جائے

فَعَاقَبْتُمْ فَاٰتُوا الَّذِيْنَ ذَهَبَتْ اَزْوَاجُهُمْ مِّثْلَ مَاۤ اَنْفَقُوْا ؕ

(اور اس کا مہر وصول نہ ہوا ہو) پھر تم اُن سے جنگ کرو اور اُن سے مکو غنیمت ہاتھ لگے، تو جن کی عورتیں چلی گئی ہیں اُنکو

وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْۤ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۱﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ

(اُس مال میں سے) اتنا دیدو جتنا اُنہوں نے خرچ کیا تھا۔ اور خدا سے جس پر تم ایمان لائے ہو ڈرو: اے پیغمبر!

اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰۤى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ

جب تمہارے پاس مومن عورتیں اس بات پر بیعت کرنے کو آئیں کہ خدا کے ساتھ نہ تو

بِاللّٰهِ شَيْـًٔا وَّلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ

شرک کریں گی نہ چوری کریں گی نہ بدکاری کریں گی نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی

وَلَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ

نہ اپنے ہاتھ پاؤں میں کوئی بہتان باندھ لائیں گی

وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ

اور نہ نیک کاموں میں تمہاری نافرمانی کرینگی تو اُن سے بیعت لے لو اور اُن کے لئے خدا سے بخشش

اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿١٢﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا

مانگو۔ بیشک خدا بخشنے والا مہربان ہے ؛ مومنو! اُن لوگوں سے جن پر

تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ قَدْ يَئِسُوْا مِنَ الْاٰخِرَةِ

خدا غصے ہوا ہے دوستی نہ کرو (کیونکہ) جس طرح کافروں کو مُردوں (کے جی اُٹھنے) کی اُمید نہیں

كَمَا يَئِسَ الْكُفَّارُ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ ﴿١٣﴾ ع

اسی طرح ان لوگوں کو بھی آخرت (کے آنے) کی اُمید نہیں ؛

الکلمات والتراکیب

عَادَیْتُم: تم نے دشمنی کی

ظٰهَرُوْا: انہوں نے مدد کی/پشت پناہی کی

حِلٌّ: حلال

کَوَافِرُ: کافر عورتیں

یُبَایِعْنَ: وہ بیعت کرتی ہیں

اَنْ تَبَرُّوْا: کہ تم نیکی (بھلائی) کرو

فَامْتَحِنُوْهُنَّ: تم ان کی آزمائش کرلو

عِصَمُ: عزت وناموس

فَعَاقَبْتُمْ: پھر تم نے ان کا تعاقب کیا

یَئِسُوْا: وہ مایوس ہوگئے

التمارین

السوال الاول: ان آیات کی روشنی میں بتایئے کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح کے کفار کے ساتھ عدل واحسان کی اجازت دی ہے؟

السوال الثانی: اللہ تعالیٰ نے ہجرت کر کے آنے والی مومن عورتوں کے بارے میں اہل ایمان کو کیا تلقین فرمائی ہے؟

السوال الثالث: نبی اکرم ﷺ کو مومن عورتوں سے کن باتوں پر بیعت لینے کے لئے کہا گیا ہے؟

الجزء الثانی

مِنْ هَدْیِ الْحَدِیْثِ

۱۔ اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ لَااِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ وَاَفْضَلُ الدُّعَاءِ الِاسْتِغْفَارُ

ترجمہ: سب سے زیادہ فضیلت والا عمل لاالہ الااللہ اور بہترین دعا استغفار ہے

تشریح: حضور اکرم ﷺ کی اس حدیث مبارکہ کے دو حصے ہیں۔ پہلے حصے میں اللہ تعالیٰ کی توحید کے اقرار کو سب سے فضیلت والا عمل قرار دیا گیا ہے۔ جبکہ دوسرے حصے میں استغفار یعنی اللہ کے حضور اپنی غلطیوں اور گناہوں کی معافی طلب کرنے کو سب سے فضیلت والی دعا قرار دیا گیا ہے۔

حدیث کے پہلے حصے میں ارشاد ہے اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ لَا اِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ یعنی اللہ کے سوا کسی دوسرے کو الٰہ نہ ماننے کا اقرار اور اپنے عمل سے اس عقیدے کا اظہار سب سے فضیلت اور عظمت والا عمل ہے۔ لا الہ الااللہ میں لفظ الٰہ سے مراد ایسی ذات ہے جس کی عبادت کی جائے، جس سے بے پناہ محبت اور عقیدت ہو۔ وہ اللہ ہی کی ذات ہے، جس نے ہمیں پیدا کیا، ہمیں عقل اور بصیرت عطا کی، ہمیں نہ صرف زندگی دی بلکہ زندگی کی تمام نعمتیں عطا کیں ہمیں چاہیئے کہ اپنے قول اور فعل سے اسی ذات کو الٰہ مانیں، اسی کی عبادت کریں اور اسی سے سب سے زیادہ محبت کریں۔

حدیث کے دوسرے حصے میں ارشاد ہے اَفْضَلُ الدُّعَاءِ الِاسْتِغْفَارُ یعنی بہترین دعا اللہ سے اپنے گناہوں اور نافرمانیوں کی معافی مانگنا ہے۔ انسان بعض اوقات دنیا کی ظاہری رنگینیوں میں کھو کر اپنے خالق و مالک کی رضا کے خلاف کسی غلطی یا گناہ کا ارتکاب کر بیٹھتا ہے لہٰذا اللہ کو الٰہ ماننے کا تقاضا یہ ہے کہ انسان اپنی غلطی یا گناہ پر نادم اور شرمندہ ہو کر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ لے کیونکہ اخروی نجات اس وقت تک ممکن نہیں ہے جب تک اللہ تعالیٰ ہماری غلطیوں اور گناہوں کو معاف نہ کر دے۔ اب اگر کوئی اللہ کی نگاہ میں پسندیدہ اور محبوب بننا چاہتا ہے تو اسے چاہیئے کہ چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے دل و جان سے لَا اِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ اور اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ کا اظہار کرتا رہے۔

۲۔ طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ

ترجمہ: علم کی طلب ہر مسلمان (مرد و عورت) پر فرض ہے۔

تشریح: انسانی فطرت کا بنیادی تقاضا ہے کہ اسے اپنی ذات اور کائنات کے بارے میں ہر اچھی اور بری بات کا علم ہو۔ اس کے بغیر نہ تو انسان دنیا میں ترقی کر سکتا ہے اور نہ ہی اپنے خالق و مالک کا قرب حاصل کر سکتا ہے۔ انسان کی اسی بنیادی ضرورت کے پیشِ نظر حضور اکرم ﷺ نے اس حدیث میں علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر لازمی قرار دیا ہے۔

انسان اس وقت تک اپنے مقام اور اللہ کی طرف سے عائد کردہ فرائض کو جان نہیں سکتا جب تک وہ علم کی جستجو کی راہ پر گامزن نہ ہو۔ دوسری بات یہ ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی عدالت میں اپنے فرائض و ذمہ داریوں کے متعلق جواب دہی کرنی ہے اس لئے ہر نیکی اور گناہ کا، اچھائی اور برائی کا علم حاصل کرنا بھی ضروری ہے تب ہی ہم دنیا میں کامیاب ہو سکتے ہیں اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کی عدالت میں بھی سرخرو ہو سکتے ہیں۔

۳۔ خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَ عَلَّمَہٗ

ترجمہ: تم میں سے بہتر وہ ہے جس نے قرآن سیکھا اور اسے (دوسروں کو) سکھایا۔

تشریح: قرآن حکیم کلام الٰہی ہے جس کا موضوع "انسان" ہے۔ یہ کتاب محض نماز روزے کی تعلیمات پر مشتمل نہیں ہے بلکہ انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں خواہ وہ دنیاوی ہوں یا اخروی، معاشی ہوں یا معاشرتی، سیاسی ہوں یا سائنسی سب کے بارے میں تا ابد رہنمائی رکھتی ہے۔ ہم آخرت میں بھی اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتے جب تک ہم اپنی دنیاوی زندگی کو قرآنی تعلیمات کے سانچے میں نہیں ڈھال لیتے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہم قرآن مجید پڑھیں، سمجھیں اور عملی زندگی میں اس کی پیروی کریں نیز دوسروں کو اس کا پیغام پہنچائیں اور اس پر عمل کرنے کی ترغیب دیں۔

۴۔ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ مَرَّۃً، فَتَحَ اللّٰہُ لَہٗ بَاباً مِنَ الْعَافِیَۃِ

ترجمہ: جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجا، اللہ نے اس کے لئے عافیت کا ایک دروازہ کھول دیا

تشریح: نبی کریم ﷺ محسن انسانیت ہیں۔ آپ ﷺ نے بنی نوع انسان کو دنیا اور آخرت میں کامیابی کا راستہ دکھایا، اپنی زندگی اور عمل سے ہمارے لئے اسوہ حسنہ پیش کیا، انسان پر حضور ﷺ کے احسانات کا تقاضا ہے کہ ہر چیز سے بڑھ کر آپ ﷺ سے محبت کی جائے جس کی عملی شکل یہ ہے کہ آپ ﷺ کی تعلیمات پر عمل کیا جائے اور محبت و عقیدت کے اظہار کے طور پر آپ ﷺ پر درود و سلام بھیجا جائے۔ قرآن حکیم میں سورہ الاحزاب میں ارشاد ہے۔ "بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی ﷺ پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو تم بھی ان پر درود و سلام بھیجا کرو"۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ پر درود بھیجنے کی ہمیں اللہ کی طرف سے بھی تاکید ہے۔ درود بھیجنے کا صلہ نبی ﷺ نے خود اس حدیث میں ارشاد فرمادیا کہ مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجنے کے بدلے میں اللہ تعالیٰ اس شخص کے لیے عافیت کا ایک دروازہ کھول دیتا ہے۔

۵۔ لَایُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یَکُوْنَ ھَوَاہُ تَبِعًا لِمَاجِئْتُ بِہٖ

ترجمہ: تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کی خواہش اس (تعلیم) کے مطابق نہ ہو جائے، جو میں لایا ہوں۔

تشریح: انسان کی فطرت میں نیکی یا بدی، دونوں کا شعور رکھا گیا ہے اس لئے اسے چاہیئے کہ وہ ارادے و اختیار کے باوجود برائی یا گناہ کے کاموں سے اجتناب کرے دوسرا یہ کہ اپنے جذبات، احساسات اور خیالات کو اللہ کے رسول کی مرضی کے مطابق ڈھال لے۔ حدیث میں آیا ہے کہ اگر کوئی شخص ایسا نہیں کرتا تو گویا وہ ایمان کی لذت سے ناواقف ہے۔ دوسرے لفظوں میں اس حدیث مبارکہ میں اطاعت رسول ﷺ کا پیغام ہے اللہ تعالیٰ نے بھی فرمایا ہے "جس نے میرے رسول ﷺ کی اطاعت کی اس نے درحقیقت اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی"۔

۶۔ مَنْ اَحَبَّ لِلّٰہِ وَاَبْغَضَ لِلّٰہِ وَاَعْطٰی لِلّٰہِ وَمَنَعَ لِلّٰہِ فَقَدِ اسْتَکْمَلَ الْاِیْمَانَ

ترجمہ: جس نے اللہ کے لئے محبت کی اور اللہ کے لئے بغض رکھا اور اللہ کی رضا کے لئے عطا کیا اور اللہ کے لئے روکا، تو اس نے ایمان مکمل کر لیا۔

تشریح: اس حدیث مبارکہ میں تکمیل ایمان کے چار اصول بیان کیے گئے ہیں۔

۱۔ انسان کسی سے محبت کرے تو اللہ کے لئے۔

۲۔ کسی سے بغض رکھے تو محض اللہ کے لئے۔

۳۔ انسان کسی کو کچھ عطا کرے تو اللہ کے لئے۔

۴۔ اور کسی کو عطا کرنے سے ہاتھ روک لے تو وہ بھی محض اللہ کے لئے۔

نبی اکرم ﷺ نے اس حدیث میں ان چاروں اعمال کو ایمان کی تکمیل فرمایا ہے اللہ تعالیٰ چونکہ انسان سے بے حد محبت رکھتا ہے لہٰذا انسان کو بھی چاہیئے کہ وہ اپنی محبتوں اور الفتوں کا مرکز اللہ کی ذات ہی کو رکھے۔ دنیا میں جس سے محبت رکھے محض اللہ کی رضا کے لئے اس کے علاوہ اوّل تو کسی سے بغض نہ رکھے اور اگر کسی سے بغض ہو بھی تو اس کی بنیاد محض یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کو ناپسند کرتا ہے، لہٰذا جب کسی سرکش و ظالم کو اللہ پسند نہیں کرتا تو ہم کیوں کریں؟ اس کے علاوہ اگر کسی کو مال عطا کریں تو اس کی بنیاد بھی ریاکاری یا دنیاوی غرض نہ ہو بلکہ اللہ کی رضا ہو اور اگر کسی سے ہاتھ روکیں تو محض اس لئے کہ اس سے اللہ نے ہاتھ روکنے کا حکم دیا ہو۔

۷۔ لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيْرَنَا وَلَمْ يُوَقِّرْ كَبِيْرَنَا

ترجمہ: وہ ہم میں سے نہیں، جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور ہمارے بڑوں کا احترام نہ کرے

تشریح: انسان کو اشرف المخلوقات ہونے کے ناطے اللہ کی صفات کا مظہر ہونا چاہیے۔ اس بنا پر انسان سے یہ توقع کی گئی ہے کہ وہ اپنے اندر اپنے خالق کی صفات کو پیدا کرے اور اپنے قول و فعل سے ان کا اظہار بھی کرے۔ مثلاً اللہ کی صفت ہے کہ وہ عادل ہے اس لئے انسان عدل کرے، اللہ درگزر کرتا ہے انسان کو بھی چاہیئے کہ وہ ایک دوسرے کی خطاؤں اور غلطیوں سے درگزر کرے۔

رحم کرنا اللہ کی سب سے غالب صفت ہے۔ نبی کریم ﷺ کی اس حدیث میں خاص طور پر اس صفتِ رحمت پر زور دیا گیا ہے۔ رحم کے زیادہ حق دار ہمیشہ چھوٹے ہوا کرتے ہیں اور بالعموم بڑے عزت و تکریم کے حق دار ہوتے ہیں اس لئے نبی کریم ﷺ نے اتنی تاکید کے ساتھ ارشاد فرمایا ہے کہ جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا اور بڑوں کی عزت نہیں کرتا وہ ہم میں سے نہیں یعنی وہ میرے سایہ شفقت سے محروم رہیگا۔

٨۔ اَلرَّاشِیْ وَالْمُرْتَشِیْ کِلَاھُمَا فِی النَّارِ

ترجمہ: رشوت دینے والا اور رشوت لینے والا دونوں جہنمی ہیں۔

تشریح: رشوت کا چلن کسی قوم میں اس وقت عام ہوتا ہے، جب عدل وانصاف ختم ہو جائے۔ اور لوگوں کو ان کے حقوق جائز طریقے سے نہ مل سکیں۔ کسی قوم کی یہ حالت اس کے معاشرتی بگاڑ اور ظلم کی ایک نہایت خراب صورت ہے۔ جس معاشرے میں انسانوں کے جائز حقوق کی راہ میں ظالم اہل کاروں کے ناجائز مطالبے حائل ہو جائیں، وہاں امن وسکون بھلا کیسے قائم رہ سکتا ہے۔ اسی لئے رشوت دینے والا اور رشوت لینے والا دونوں ہی کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہ جہنم کی آگ کا ایندھن ہیں۔ یہاں پر توجہ طلب بات یہ ہے کہ رشوت دینے والے کا ذکر پہلے ہوا ہے۔ جس سے واضح ہوا رشوت دینے والا بھی اس گناہ کی سزا سے بچ نہیں سکتا کیوں کہ اسی کی وجہ سے رشوت کی لعنت معاشرے میں جڑ پکڑتی ہے۔

٩۔ مَنْ نَصَرَ قَوْمَهٗ عَلٰی غَیْرِ الْحَقِّ فَھُوَ کَالْبَعِیْرِ الَّذِیْ رَدٰی فَھُوَ یُنْزَعُ بِذَنَبِهٖ

ترجمہ: جس شخص نے کسی ناجائز معاملے میں اپنی قوم کی مدد کی تو اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی اونٹ کنوئیں میں گر گیا ہو اور اسے دم سے پکڑ کر کھینچا جا رہا ہو۔ (تو خود بھی اس میں جا گرے)۔

تشریح: اس حدیث میں اسلامی اخوت کی بربادی اور اسلامی معاشرے کی تباہی کا ایک بڑا سبب بیان کیا گیا ہے۔ یعنی جو شخص کسی جھوٹے اور ناحق معاملے میں اپنی قوم قبیلے کا ساتھ دیتا ہے وہ اپنی قوم کے ساتھ اپنے آپ کو بھی تباہ وبرباد کرتا ہے۔ اس لئے ہمیں چاہیے کہ ہم بھلائی اور نیکی کے کاموں میں قوم اور نسل یا زبان اور علاقے کی تفریق کے بغیر سچ اور حق کا ساتھ دیں، اور ناجائز کام میں کسی کا ساتھ نہ دیں، چاہے وہ اپنا کنبہ اور قبیلہ ہی کیوں نہ ہو۔

١٠۔ اِنَّ اَکْمَلَ الْمُؤْمِنِیْنَ اِیْمَانًا اَحْسَنُھُمْ خُلُقًا

ترجمہ: یقیناً مومنوں میں سے کامل ترین ایمان والا وہ ہے، جو ان میں اخلاق کے لحاظ سے سب سے اچھا ہے

تشریح: انسانی شخصیت کی اصل تصویر ایک آئینہ بھی اتنی صاف پیش نہیں کرتا جتنا اس کا اخلاق۔ جب ایک انسان دوسرے سے معاملات کے دوران جیسے اخلاق سے پیش آتا ہے تو اس کی شخصیت کا ظاہر اور باطن مکمل طور پر واضح ہو جاتا ہے۔

حسن خلق ہی ایک ایسا عمل ہے جس سے آپس کی نفرتوں کو نہ صرف محبتوں میں بدلا جاسکتا ہے بلکہ دشمنوں کے دل میں بھی گھر کیا جاسکتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے دعوت حق کے دوران عام طور پر تمام عمر اور مکی زندگی میں خاص طور پر صرف حسن خلق ہی کے ہتھیار سے اپنے بڑے سے بڑے دشمن کو زیر کیا۔ ویسے تو حسن خلق کو نہ صرف مسلمانوں بلکہ تمام انسانوں کو اپنانا چاہیئے۔ مگر مسلمانوں کے لئے تو حضور اکرم ﷺ نے حسن خلق کو ایمان کی تکمیل کا پیمانہ قرار دیا ہے۔ حسنِ اخلاق دراصل روزمرہ زندگی میں اللہ، اس کے رسول ﷺ، اپنے نفس اور مخلوق خدا کے ساتھ ایک مسلمان کے طرز عمل اور رویے کا نام ہے۔ اگر یہ طرز عمل اور رویہ اچھا ہے اور شریعت کے اصولوں کے مطابق ہے تو اسے حسن اخلاق کہا جائے گا اور اگر یہ طرز عمل اور رویہ اچھا نہیں تو اس کو برا اخلاق کہا جائے گا۔

۱۱۔ اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْنِ مَنْ اَقَامَھَا فَقَدْ اَقَامَ الدِّیْنَ وَمَنْ ھَدَمَھَا فَقَدْ ھَدَمَ الدِّیْنَ

ترجمہ: نماز دین کا ستون ہے۔ جس نے اسے قائم کیا اس نے درحقیقت دین کو قائم کیا اور جس نے اسے ڈھا دیا اس نے درحقیقت دین کو ڈھا دیا۔

تشریح: اس حدیث میں دین کو ایک عمارت سے تشبیہ دی گئی ہے۔ جس کا ستون نماز ہے۔ جس نے اس ستون کو قائم رکھا درحقیقت اس نے دین کی عمارت کو قائم رکھا۔ اور جس نے اس ستون کو گرا دیا، تو اس نے درحقیقت پورے دین ہی کی عمارت کو ڈھا دیا۔ اس سے نماز کی اہمیت واضح کی گئی ہے۔ ہر مسلمان کے لئے روزانہ پانچ مرتبہ ایمان کے امتحان کا موقع آتا ہے۔ موذن اسے نماز اور فلاح کی طرف بلاتا ہے اگر وہ اس پکار پر لبیک کہتا ہے۔ تو درحقیقت وہ اپنے دعویٰ ایمان کی صداقت کی گواہی دیتا ہے۔ اس کے علاوہ نماز ہی وہ عمل ہے، جس کے ذریعے اس کا اللہ تعالیٰ سے تعلق اور رابطہ قائم رہتا ہے۔ جو ترک نماز سے کمزور ہو جاتا ہے۔

۱۲۔ اِذَا قُلْتَ لِصَاحِبِكَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اَنْصِتْ وَالْاِمَامُ يَخْطُبُ فَقَدْ لَغَوْتَ

ترجمہ: جب تم نے جمعہ کے دن اپنے ساتھی سے یہ کہا "خاموش ہو جاؤ" جبکہ امام خطبہ دے رہا ہو، تو تم نے فضول بات کی۔

تشریح: علم کا پہلا ادب یہ ہے کہ اسے خاموشی اور توجہ سے سنا جائے۔ وعظ و نصیحت سے فائدہ اٹھانے کے لئے بھی ضروری ہے کہ پہلے اسے توجہ سے سنا جائے، اگر کوئی بات دھیان سے سنی ہی نہ جائے تو

اسے سمجھنا بھی ناممکن ہوگا۔ لہٰذا اس پر عمل کیونکر ہو سکے گا۔ چنانچہ تاکید فرمائی گئی ہے کہ جمعہ کا خطبہ جو کہ اسلامی تعلیمات کے بارے میں رہنمائی کا ذریعہ ہے اسے خاموشی اور توجہ سے سنا جائے۔ اس حدیث میں ایک اور اشارہ ہے کہ جمعہ کے خطبے کے دوران یہ بھی روا نہیں کہ اس دوران اگر کوئی شخص بول رہا ہو تو اسے منع کیا جائے۔ کیونکہ اس سے بھی لوگوں کی توجہ دوسری طرف منتقل ہو سکتی ہے۔ اور انکے سننے کا عمل متاثر ہوتا ہے۔

۱۳۔ مَنْ تَخَطَّى رِقَابَ النَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اتَّخَذَ جِسْرًا إِلَى جَهَنَّمَ

ترجمہ: جو شخص جمعہ کے دن لوگوں کی گردنوں پر سے پھلانگ کر گیا (گویا) اس نے جہنم کی طرف پل بنایا

تشریح: اس حدیث میں آداب جمعہ، آداب مجلس، احترام انسانیت، تہذیب و سلیقہ اور نظم و ضبط کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ معاشرت کی مندرجہ بالا تمام خوبیوں کے بارے میں ایک جامع تعلیم دینے کے لئے آداب نماز جمعہ کو موضوع بنایا گیا ہے کہ جب جمعہ کا خطبہ ہو رہا ہو تو بعد میں آنے والے پہلے سے بیٹھے ہوئے لوگوں کی گردنوں کو پھلانگ کر آگے گزر کر نہ جائیں بلکہ شائستگی کے ساتھ اسی جگہ بیٹھ جائیں۔ کیونکہ یہ بات آداب مجلس کے خلاف ہے اور پہلے سے بیٹھے ہوئے لوگوں کے احترام کے بھی خلاف ہے نیز تہذیب و سلیقہ کے بھی منافی عمل ہے۔

۱۴۔ إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلٰوةُ فَلَا تَأْتُوهَا تَسْعَوْنَ وَأْتُوهَا تَمْشُونَ وَعَلَيْكُمُ السَّكِينَةُ فَمَا أَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوا وَمَا فَاتَكُمْ فَأَتِمُّوا

ترجمہ: جب نماز کھڑی ہو جائے تو اس کے لئے دوڑتے ہوئے نہ آؤ، بلکہ اطمینان (اور وقار) سے چلتے ہوئے آؤ۔ جو (نماز) تم پالو اسے ادا کر لو۔ اور جو تم سے رہ جائے، تو اسے پورا کر لو۔

تشریح: اس حدیث میں باجماعت نماز کے آداب کی طرف رہنمائی کی گئی ہے۔ وہ یہ کہ اوّل تو ہم باجماعت نماز ادا کرنے کے لیے وقت پر مسجد پہنچیں اور تکبیر اولیٰ میں شریک ہوں اور بالفرض کسی مجبوری کی وجہ سے کوئی شخص تکبیر اولیٰ سے رہ جائے یا مسجد میں تاخیر سے پہنچے اور نماز ادا ہو رہی ہو تو بھاگتے دوڑتے جماعت میں شامل ہونے کی کوشش نہیں کرنی چاہیئے بلکہ ہر ممکن وقار اور متانت کا خیال رکھنا چاہیے۔ سلیقہ یہ ہے کہ شائستگی کے ساتھ چل کر آرام سے جماعت میں شامل ہو جائیں۔ جتنی رکعتیں جماعت کے ساتھ نصیب ہو جائیں ان کو جماعت کے ساتھ پورا کر لیں باقی کو بعد میں پورا کر لیا جائے لیکن بھاگتے دوڑتے اس لیے جانا کہ جلدی سے جماعت میں شریک ہو جائیں اور کوئی رکعت چھوٹ نہ جائے یہ ناشائستہ عمل اللہ تعالیٰ کو ناپسند اور

خانہ خدا کے آداب اور انسانی وقار کے خلاف ہے۔

۱۵۔ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ وَقَامَهُ اِیْمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَلَهُ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ

ترجمہ: جس نے ایمان کی حالت میں اور اجر کی نیت سے رمضان کے روزے رکھے اور اس (کی راتوں) میں قیام کیا۔ اس کے پہلے گناہ معاف کر دیئے گئے۔

تشریح: روزہ دین اسلام کا ایک اہم رکن ہے۔ اس مہینے میں انسان کے اندر دینی مزاج اور صبر و تقویٰ پیدا کرنے کے لئے مخصوص دینی فضا پیدا ہو جاتی ہے۔ اس ماہ کو نیکیوں کی فصل بہار قرار دیا جا سکتا ہے۔ رمضان کے پورے مہینے کے روزے فرض کر دیئے گئے ہیں۔ اب جو کوئی ایمان کے تقاضوں کی تکمیل کرتا ہوا اور بارگاہ الٰہی سے ثواب کی امید کے ساتھ روزے رکھے اور ماہ مبارک کی راتوں میں اپنے رب کے حضور قیام کرے تو اس کے پچھلے سارے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

۱۶۔ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ عِنْدَ اِفْطَارِهٖ وَفَرْحَةٌ عِنْدَلِقَاءِ رَبِّهٖ

ترجمہ: روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں ایک خوشی اس کے افطار کے وقت اور ایک خوشی اپنے رب سے ملاقات کے وقت۔

تشریح: روزہ بظاہر ایک مشقت والی عبادت ہے۔ لیکن حقیقت میں اپنے مقصد اور نتیجے کے لحاظ سے یہ دنیا میں موجب راحت اور آخرت میں باعث رحمت ہے۔ روزہ دار دن بھر اپنے رب کے حکم کی تعمیل میں نہ کچھ کھاتا ہے نہ پیتا ہے۔ لیکن افطار کے وقت اس کے لئے ایک خوشی کا سامان ہے کہ جب وہ بھوک پیاس کی حالت میں اللہ کی نعمتوں سے فیض یاب ہوتا ہے تو اسے ایک عجیب فرحت و مسرت حاصل ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ آخرت میں جب وہ اپنے رب کا دیدار کرے گا تو اس وقت اس کی خوشی کی کوئی حد نہ ہو گی۔

۱۷۔ مَنْ حَجَّ الْبَیْتَ فَقَضَی مَنَاسِکَهٗ وَسَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَیَدِهٖ غُفِرَلَهٗ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ

ترجمہ: جس نے بیت اللہ کا حج اور اس کے مناسک (پورے) ادا کئے اور مسلمان اس کی زبان اور اس کے ہاتھ سے محفوظ رہے تو اس کے پہلے گناہ معاف کر دیئے گئے۔

تشریح: حج بھی اسلام کا ایک اہم رکن ہے۔ ہر صاحب استطاعت مسلمان مرد اور عورت پر زندگی میں ایک بار بیت اللہ کا حج فرض ہے۔ حج کے سلسلے میں مکہ میں دنیا بھر کے مسلمانوں کا عظیم الشان اجتماع ہوتا ہے۔ لہٰذا اس بات کا اہتمام ضروری ہے کہ اس موقع پر صبر و تحمل، عفو و درگزر اور ایثار سے کام لیا جائے۔ اپنے کسی

مسلمان بھائی کی، زبان سے دل آزاری کی جائے نہ ہاتھ سے اسے کوئی تکلیف پہنچائی جائے۔ اس حدیث میں یہی بات کہی گئی ہے کہ جو حج اس اہتمام سے کیا جائے گا، اس کے نتیجے میں انسان کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

۱۸۔ مَنِ اغْبَرَّتْ قَدَمَاهُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ

ترجمہ: جس کے قدم اللہ کی راہ میں غبار آلود ہوئے، اللہ نے اسے آگ پر حرام کر دیا۔

تشریح: بندہ اپنے رب کی خوشنودی کے لئے جو بھی مشقت اور تکلیف برداشت کرتا ہے، اس پر اس کے لئے اجر ہے۔ اور جو قدم اللہ کی راہ میں اٹھتا ہے، وہ اس کے لئے مغفرت اور بلندی درجات کا باعث بنتا ہے۔ علم کی طلب، نماز کی ادائیگی، مسلمان بھائی کی مدد یا عیادت وغیرہ کے لئے اپنے قدم غبار آلود کرنا بھی فلاح و کامیابی کا ذریعہ ہے۔ اگر کوئی شخص اللہ کے دین کی دعوت و تبلیغ کے لئے نکلے تو اس کے ہر قدم پر نیکی ہے۔ اگر کوئی مسلمان جہاد فی سبیل اللہ کے عزم سے چلے، تو یہ ایسا پسندیدہ عمل ہے کہ اس راستے میں اس کے غبار آلود ہونے والے قدموں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ جہنم کی آگ اس پر حرام کر دیتا ہے۔

۱۹۔ كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ

ترجمہ: تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور تم میں سے ہر ایک اپنی رعیت کے بارے میں جواب دہ ہے۔

تشریح: ذمہ داری اور نگہبانی ایک ایسا فرض ہے، جو کسی بھی انسان کے لیے معاف نہیں ہے۔ حکمران اپنی رعایا کے حقوق کی نگہداشت اور ان کی فلاح و بہبود کا ذمہ دار ہے۔ ماں باپ اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت کے سلسلے میں جواب دہ ہیں، حتی کہ کسی دفتر کا ایک کارکن بھی اپنے کاموں کا ذمہ دار ہے اور اس سلسلے میں اسے بھی اللہ کی بارگاہ میں جواب دہ ہونا پڑے گا۔ لہٰذا لازم آتا ہے کہ ہم اپنی ذمہ داریوں کو دیانت اور محنت سے ادا کریں۔

۲۰۔ خَيْرُ النَّاسِ مَنْ يَنْفَعُ النَّاسَ

ترجمہ: لوگوں میں اچھا وہ ہے، جو لوگوں کو نفع دیتا ہے۔

تشریح: دنیا میں عزت اور کامیابی انہی لوگوں کو نصیب ہوتی ہے، جو خلق خدا کو فائدہ پہنچاتے ہیں اور انسانیت کی فلاح و بہبود کے لئے کوشاں رہتے ہیں۔ اس حدیث میں اسی بات کی وضاحت کی گئی ہے لہٰذا ہمیں چاہیئے کہ مخلوق خدا کی خدمت کرتے رہیں اور اسے فائدہ پہنچانے کی ہر ممکن کوشش کریں، خیر الناس بننے کا یہی بہترین طریقہ ہے اور اسی میں ہماری دنیاوی کامیابی اور آخرت کی نجات کا راز بھی پوشیدہ ہے۔

الجزء الثالث

موضوعاتی مطالعہ

قرآن مجید

(تعارف، حفاظت اور فضائل)

تعارف اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا، اس کی جسمانی اور فطری ضروریات پوری کرنے کے لئے مادی وسائل پیدا کئے اور اس کے ذہن اور روح کی رہنمائی کے لئے بھی اہتمام فرمایا۔ خود انسان کو خیر اور شر میں فرق کرنے کی صلاحیت اور ضمیر کی آواز عطا فرمائی۔ اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی کامل رہنمائی کے لئے انبیاء کرام مبعوث فرمائے اور ان پر کتابیں نازل فرمائیں۔ ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ اللہ کے آخری نبی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپؐ پر قرآن مجید نازل فرمایا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے، تمام بنی نوع انسان کے لئے ہدایت کا دائمی ذریعہ ہے اور تمام سابقہ آسمانی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے پچھلی امتوں کے لئے بھی انبیاءؑ مبعوث فرمائے تھے۔ اور ان میں سے بعض پر اپنی کتابیں بھی نازل فرمائی تھیں۔ لیکن ان انبیاء کی تعلیمات اور ان پر نازل شدہ کتابیں اپنی اصلی حالت میں محفوظ نہیں رہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتَابِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ (المائدہ۔ ۴۸)

"اور تمہاری طرف ہم نے یہ کتاب نازل کی ہے۔ یہ حق لے کر آئی ہے۔ اس سے پہلے جو آسمانی کتابیں آئیں ان کی تصدیق کرنے والی ہے اور ان کی محافظ ونگہبان ہے"۔

قرآن مجید کو پچھلی کتابوں کے لئے مھیمن کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ان کتابوں میں جو تعلیمات اور عقائد اپنی اصلی حالت میں محفوظ نہ رہ سکے انہیں قرآن مجید نے اپنے اندر از سر نو بیان کر کے محفوظ کر دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن پاک کی تعلیمات پر پورے اطمینان سے ہر زمانے میں عمل کیا جا سکتا ہے۔

قرآن کریم انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں کے متعلق رہنمائی کرتا ہے۔ اس میں انسانی زندگی کی حقیقت، خیر و شر، حلال و حرام، اخلاقی تعلیمات، غرض زندگی کے ہر پہلو کے متعلق رہنمائی موجود ہے۔ اس میں انسان کی آخرت کی زندگی کے متعلق بھی تفصیلی معلومات ہیں۔ اور اس زندگی کی اہمیت کو نہایت پر تاثیر انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ قرآن پاک انسان کی انفرادی زندگی، اس کے اجتماعی و معاشرتی حقوق و فرائض، اس کے معاشی و اقتصادی امور کے متعلق بنیادی ہدایات، سیاسی اور بین الاقوامی معاملات اور اخلاقی رویوں کے متعلق جامع تعلیمات پیش کرتا ہے، غرض قرآن کریم انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں کے بارے میں ضروری معلومات اور رہنمائی کا خزینہ ہے۔ اور اس میں وہ تمام باتیں وضاحت سے بتادی گئی ہیں جن کا جاننا انسان کے لئے ضروری ہے۔ حق کے جاننے کا انسان کے پاس کوئی دوسرا ذریعہ نہیں۔

حفاظت

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ ہے، اور اس کی حفاظت کا ذمہ بھی اللہ تعالیٰ نے خود لیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (الحجر۔۹)

ترجمہ: بلاشبہ یہ ذکر ہم نے نازل کیا ہے۔ اور ہم خود اس کے محافظ ہیں۔

ہم دیکھتے ہیں کہ حق سبحانہ وتعالیٰ کا قرآن کریم کی حفاظت کا یہ وعدہ اس طرح پورا ہوا کہ پوری دنیا میں موجود قرآن مجید کے نسخوں میں ایک لفظ یا زیر زبر کا بھی فرق نہیں۔

قرآن مجید رسول ﷺ پر ایک ہی وقت میں نازل نہیں ہوا بلکہ تقریباً تئیس سال میں تھوڑا تھوڑا نازل ہوا۔ جونہی کچھ آیات نازل ہوتیں، آپؐ کاتب وحی کو بلوا کر لکھوا دیتے اور یہ رہنمائی بھی فرماتے کہ انھیں کس سورت سے پہلے یا بعد کون سی سورت میں کن آیات کے ساتھ رکھا جائے۔ مسجد نبوی میں ایک مقام متعین تھا۔ جہاں وہ عبارت رکھ دی جاتی۔ صحابہ کرامؓ اس کی نقل کر کے لے جاتے اور یاد کر لیتے۔ مختلف اوقات خصوصاً پانچوں نمازوں میں اس کی تلاوت کرتے اور اس کو سمجھنے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کرتے۔ اس طرح جوں جوں قرآن مجید نازل ہوتا گیا، لکھا بھی جاتا رہا۔ اور حفظ بھی ہوتا رہا۔ اس عمل میں صرف مرد ہی نہیں بلکہ خواتین بھی شامل رہیں۔ حتیٰ کہ نبی اکرم ﷺ کی حیات طیبہ ہی میں مکمل قرآن کریم اکثر امہات المومنینؓ، اہل بیتؓ، صحابہ کرامؓ اور صحابیاتؓ کو حفظ ہو چکا تھا۔ اور متعدد صحابہ کرامؓ نے اس کی مکمل نقول بھی تیار کر لی تھیں۔

رسول پاک ﷺ کی رحلت کے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ نے رسول اللہ ﷺ کے لکھوائے ہوئے تمام اجزا کو آپؐ کی مقرر کردہ ترتیب کے مطابق یک جا کرا کے محفوظ کرا دیا۔ آیات کی ترتیب اور

سورتوں کے نام وہی تھے جو رسول اللہ ﷺ نے اللہ کے حکم سے مقرر فرمائے تھے۔ حضرت عثمانؓ نے اپنے عہد خلافت میں اس کی متعدد نقول تیار کرا کے تمام صوبائی دارالحکومتوں میں ایک ایک نسخہ کے طور پر بھجوادیں۔

فضائل قرآن

قرآن مجید میں جو کچھ بیان ہوا ہے وہ یقینی علم اور حقیقت کی بنیاد پر مبنی ہے اور اس میں کسی شک کا گزر نہیں۔ اس میں ہر زمانے اور ہر خطے کے تمام انسانوں کے لئے مکمل ہدایت و رہنمائی موجود ہے اور انسان کی دنیا و آخرت کی حقیقی فلاح کا دارومدار اسی پر عمل کرنے میں ہے۔ اس لئے قرآن حکیم کو بڑی فضیلت حاصل ہے۔ جس طرح یہ کلام تمام کلاموں سے بہتر ہے، اسی طرح وہ انسان بھی تمام انسانوں سے بہتر ہے جو خود بھی اس کا علم حاصل کرے اور اسے دوسروں کو بھی سکھائے، ارشاد نبوی ہے:

خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ

"تم میں سے بہتر وہ ہے جس نے قرآن سیکھا اور سکھایا"۔

اس لئے ہمیں چاہیے کہ قرآن پاک کا علم حاصل کرنے کی طرف سب سے زیادہ توجہ دیں اور اس کے لئے کسی طرح کی محنت سے دریغ نہ کریں۔

قرآن کریم کی تلاوت بڑی نیکی ہے۔ اس کے ایک ایک حرف کی تلاوت پر دس نیکیاں ملتی ہیں۔ اس پر عمل کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت دونوں میں عزت و سرفرازی عطا فرماتا ہے۔ اس سے منہ پھیرنے والے ذلیل و خوار ہوتے ہیں۔ تاریخ گواہ ہے کہ مسلمان جب تک قرآن کی تعلیمات پر عمل پیرا رہے، دنیا میں غالب رہے۔ جب انھوں نے اس کی طرف سے غفلت برتی، تو عزت و سربلندی سے محروم ہوگئے یہ بات رسول اللہ ﷺ نے پہلے ہی ارشاد فرمادی تھی کہ اللہ تعالیٰ بہت سی قوموں کو اس (قرآن) کی وجہ سے سربلندی عطا فرمائے گا اور (بہت سی) دوسری قوموں کو اس (سے غفلت) کی وجہ سے گرادے گا۔ اس لئے ہمیں چاہیئے کہ ہم قرآن پاک کی تلاوت کریں اس کو سمجھیں اور اسکی تعلیمات پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔

مشق

۱۔ قرآن مجید کا مختصر تعارف بیان کریں۔

۲۔ قرآن حکیم کی حفاظت کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟ بیان کیجئے۔

۳۔ فضائل قرآن پر نوٹ لکھیئے۔

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت واطاعت

انسان جب اپنے وجود اور کائنات کے ان گنت مظاہر پر غور کرتا ہے تو اسے یہ دریافت کرنے میں کوئی دقت محسوس نہیں ہوتی کہ کوئی قدرت رکھنے، پرورش کرنے اور حکمت ودانائی والی ذات ضرور موجود ہے جو ان تمام پر حکمران ہے اور انھیں قوت عطا کر رہی ہے۔ اور بڑھنے کی صلاحیت بخش رہی ہے اور یہ کہ وہ قدیر ہے، خالق ہے، رب ہے، حکیم بھی ہے کہ اس قدر وسیع کائنات کو حکمت سے چلا رہا ہے۔ انسان سوچتا ہے کہ جب ایک کرسی، ایک میز اور ایک مٹی کا پیالہ بھی بغیر کسی بنانے والے کے تیار نہیں ہوتا تو یہ زمین، یہ آسمان، یہ چاند، یہ سورج، یہ انسان اور اس کے وجود میں یہ بے شمار قوتیں بھی تو کسی خالق کی قدرت، رحمت اور حکمت سے پیدا ہوئی ہوں گی۔ یہ قدرت اور حکمت اس کے وجود کے لئے دلیل بھی ہے اور اس کو تسلیم کرنے سے حیات انسانی اور وجود کائنات کا درست ادراک بھی حاصل ہوتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہی ہے جس کی تخلیق کے جلوے ہر جگہ نمایاں ہیں انسان کی عظمت اسی میں ہے کہ وہ اپنے خالق کو تسلیم کرے۔ اس کی محبت میں سرشار رہے اور اس کے احکام پر عمل کرے۔ قرآن مجید نے اسی جانب اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ (البقرہ۔۲۱)

ترجمہ: "اے لوگو اپنے اس رب کی عبادت کرو جس نے تم کو پیدا کیا"

اب عبادت اور بندگی کا تقاضا ہے کہ پیدا اس نے کیا تو حکم بھی اسی کا مانو، آنکھ اس نے دی تو اس کی رضا کے مطابق دیکھو۔ کان اس نے عطا کئے تو اس کے فرمان کے مطابق سننے کی عادت ڈالو، سوچنے کی قوت اس پروردگار کی ہی عطا کردہ ہے تو ہر لحہ اس کی ذات، قدرت اور اس کے احکام پر غور کرو۔

اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت

سوچ کا یہ درست زاویہ محبت الٰہی کی دعوت دیتا ہے کہ کسی کا ایک معمولی حسن سلوک ساری عمر کی احسان مندی کا باعث بنتا ہے تو جو زندگی بخشتا ہے اس کے لئے ساری عمر محبت کے جذبے پروان کیوں نہ چڑھیں۔ اسی لئے فرمایا کہ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ (البقرہ۔۱۶۵) جو لوگ ایمان لے آئے وہ اللہ تعالیٰ سے بہت محبت کرنے والے ہیں۔ ایمان کی تکمیل محبت کے بغیر ممکن نہیں کیونکہ جس عمل میں محبت کی کارفرمائی نہ ہو وہ کھوکھلا اور بے توفیق ہوتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ محبت کرنے والا جس سے محبت کرتا ہے اس کا فرمانبردار ہوتا ہے۔ ایمان کا تقاضا ہے کہ اللہ سے محبت کی جائے۔ اللہ تعالیٰ سے محبت کا تقاضا ہے کہ اس کے احکام کو دل سے تسلیم کیا جائے اور پوری دلجمعی سے ان پر عمل کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے کہ

اس نے ہر دور میں انسان کی رہنمائی کے لئے انبیاء کرام علیہم السلام مبعوث فرمائے اور ان پاک لوگوں کو اپنے احکام، کتابوں یا صحیفوں کی شکل میں عطا فرمائے۔ ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ اس سلسلہ ہدایت کے آخری پیغام بر ہیں اور قرآن مجید جو آپؐ پر نازل کیا گیا دائمی ہدایت کی کتاب ہے انسان کی فلاح کے لئے آخری پیغام عمل ہے جس پر عمل پیرا ہو کر دنیا میں کامیابی اور آخرت میں نجات حاصل کی جا سکتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ محبت

رسول اللہ ﷺ کی محبت بھی ایمان کا تقاضا ہے۔ قرآن مجید نے اس محبت کا ذکر کیا۔ ارشاد ہوا۔

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ (الاحزاب:٦)

ترجمہ: "نبی اکرم ﷺ مومنوں کے لئے ان کی اپنی جانوں سے بھی زیادہ محبوب ہیں"

مومنوں کی جان اور رسول اللہ ﷺ کی محبت و اطاعت میں سے انتخاب کرنا پڑے تو مومنوں کو جان دے کر بھی محبت کا رشتہ برقرار رکھنا ہے۔ پھر ارشاد ہوا:

لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ (الحجرات:١)

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے آگے نہ بڑھو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو"

گفتگو میں سلیقہ، عمل میں مطابقت اور رویوں میں اطاعت پیدا ہو گی تو تقویٰ کا حق ادا ہو گا۔ اس لئے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام اور رسول اکرم ﷺ کے ارشادات جاننے کی کوشش کی جائے۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ وَالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ

ترجمہ: "تم میں سے کوئی ایمان والا اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک میں اسے اپنے آباء اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں"۔

پھر فرمایا: لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یَکُوْنَ هَوَاهُ تَبَعًا لِمَا جِئْتُ بِهٖ

ترجمہ: "تم میں سے کوئی اس وقت تک ایمان والا نہیں ہو سکتا جب تک اس کی خواہشات ان احکام کے تابع نہ ہو جائیں جو میں لایا ہوں"

اس سے معلوم ہوا کہ محبت کا تقاضا ہے کہ

- اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ سے محبت میں کوئی اور شریک نہ ہو۔
- رسول اللہ ﷺ کی محبت تمام رشتوں اور تمام تعلقات سے بڑھ کر ہو۔
- رسول اللہ ﷺ سے محبت کا لازمی نتیجہ یہ ہو کہ آپؐ کے ارشادات کو تمام ذاتی پسند ناپسند پر ترجیح حاصل ہو۔

اسی کے بارے میں قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَکُمْ (محمد:۳۳)

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی طاعت کرو اور اپنے اعمال ضائع نہ کرو" یعنی اطاعت کے بغیر اعمال ضائع ہوتے ہیں۔

اطاعت

اللہ تعالیٰ سے محبت کا دعویٰ تو کیا جا سکتا ہے مگر اس کا ثبوت کیسے دیا جائے؟ یہ سوال ہر انسان کے ذھن میں پیدا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ اس نے خود اس کا راستہ بتادیا۔ ارشاد ہوا:

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (آل عمران:۳۱)

ترجمہ: "کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو، اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا، اللہ تعالیٰ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے"۔

محبت الٰہی اسوۂ رسول ﷺ کی پیروی ہی کا نام ہے۔ اطاعت میں مکمل خود سپردگی درکار ہوتی ہے۔ ظاہری عمل کے پیچھے دلی چاہت اور قلبی میلان ضرور ہوتا ہے۔ وگرنہ یہ عمل منافقت بن جاتا ہے۔ اس لئے اس پر متنبہ فرماتے ہوئے ارشاد ہوا۔

فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَھُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْٓ اَنْفُسِھِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (النساء:۶۵)

ترجمہ: "تمہارے رب کی قسم، یہ لوگ اس وقت تک ایمان والے نہیں جب تک کہ اپنے تنازعات میں آپ کا حکم نہ مان لیں اور پھر یہ کہ جو فیصلہ آپ کریں اس پر تنگ دل نہ ہوں بلکہ پورے طور پر اسے تسلیم کرلیں"

اطاعت اتباع کی عملی شکل ہے، اسی سے ایمان کے تقاضے پورے ہوتے ہیں اور تسلیم و رضا کی برکات حاصل ہوتی ہیں۔

ختم نبوت

حضور اکرم ﷺ پوری انسانیت کے لئے ابدی صحیفہ ہدایت لے کر تشریف لائے۔ آپ کی تشریف آوری سے ہدایت کا سلسلہ اپنے اتمام کو بھی پہنچا اور اختتام کو بھی کہ ارشاد ہوا۔

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْناً (مائدہ:۳)

ترجمہ: " آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا، تم پر اپنی نعمت تمام کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو بطور دین پسند کر لیا"

دین کی تکمیل، اتمام نعمت، اور اللہ تعالیٰ کا اسلام ہی کو بطور دین پسند کرنا رسول اکرم ﷺ کے آخری نبی اور رسول ہونے کا واضح اعلان ہے کہ اب کسی اور نبی کی ضرورت نہیں رہی اس لئے کہ احکام الٰہی مکمل ہو گئے۔ اب اسوہ رسول ﷺ کو تا ابد مشعل راہ بنانا ہے اور پیغام الٰہی کو اپنا دستور حیات سمجھنا ہے۔ یہ انسانیت کے لئے شرف بھی ہے کہ اب اسے دائمی ہدایت کا اہل گردانا گیا اور اس کو مرکز آشنا کر دیا گیا کیونکہ رسول اکرم ﷺ سے قبل انبیاء کرام علیہم السلام، علاقوں، قبیلوں یا خاص قوموں کی طرف مبعوث ہوئے تھے اس لئے مختلف معاشرے تشکیل پاتے رہے تھے۔ اب آپ کی آمد سے بین الاقوامیت کا تصور ابھرا، ایک مرکز، ایک اسوہ اور ایک صحیفہ ہدایت نے نسل انسانی کو وحدت آشنا کر دیا۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

قُلْ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا (الاعراف۔۱۵۸)

ترجمہ: "فرما دیجئے کہ اے لوگو میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول بن کر آیا ہوں" اور یہ کہ

مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ (الاحزاب:۴۰)

ترجمہ: "محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں آپ تو اللہ تعالیٰ کے رسول اور انبیاء کے خاتم ہیں"۔

اب انسان کو ہدایت ایک ہی در سے ملے گی۔ اب پریشاں نظری ختم ہوئی۔ اب تلاش کا مرحلہ تمام ہوا۔ سب کو اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا ہے۔ اس ایمان کو محبت کا جوہر عطا کرنا ہے اور رسول اکرم ﷺ کی محبت و اطاعت اور اتباع سے احکام الٰہی کا پابند بننا ہے۔ اسی میں دنیا کی بھلائی ہے اور اسی میں آخرت کی نجات ہے۔

مشق

۱۔ اللہ تعالیٰ کی محبت سے کیا مراد ہے؟

۲۔ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کیوں ضروری ہے؟

۳۔ قرآن کریم کی کسی ایک آیت کے حوالے سے ختم نبوت کا مفہوم واضح کریں۔

علم کی فرضیت و فضیلت

علم کے معنی ہیں جاننا اور آگاہ ہونا۔ اللہ تعالیٰ کے اپنے بندوں پر بے حد احسانات ہیں۔ جن میں سے ایک احسان علم ہے جو اس نے اپنے بندوں کو عطا کیا۔ رسول اللہ ﷺ پر جو پہلی وحی نازل ہوئی اس میں ارشاد ہے:

اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ○ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ○ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ○ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ○ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ (العلق۔۱۔۵)

"اپنے پروردگار کا نام لے کر پڑھیئے جس نے پیدا کیا۔ جس نے انسان کو خون کی پھٹکی سے بنایا۔ پڑھیئے اور آپ کا پروردگار بڑا کریم ہے۔ جس نے قلم کے ذریعے علم سکھایا اور انسان کو وہ باتیں سکھائیں جن کا اس کو علم نہ تھا"

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَةٌ عَلٰی كُلِّ مُسْلِمٍ یعنی "طلب علم ہر مسلمان (مرد و عورت) پر فرض ہے"۔ اس لئے مسلمان پر لازم ہے کہ وہ طلب علم میں کوتاہی نہ کرے۔

علم کی اہمیت

انسان زمین پر اللہ تعالیٰ کا خلیفہ اور نائب ہے۔ اسے علم ہی کی وجہ سے باقی مخلوقات پر یہ فضیلت حاصل ہے۔ علم ہی کی وجہ سے فرشتوں کو حضرت آدمؑ کو سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا۔ اس سے واضح ہوا کہ علم انسان کے لئے عظمت کی بنیاد ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے اپنے بارے میں فرمایا کہ (اِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّماً) یعنی میں معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ آپ اپنے علم میں اضافے کے لئے یہ دعا فرمایا کرتے (رَبِّ زِدْنِیْ عِلْماً) :ترجمہ: میرے رب! میرے علم میں اضافہ فرما۔

عہد رسالت میں اشاعت علم

علم کی اشاعت کے سلسلے میں نبی اکرم ﷺ کی کوششوں کا اس بات سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ جنگ بدر کے بعد جو کافر قیدی آزاد ہونے کے لئے فدیہ نہ دے سکے ان سے آپؐ نے فرمایا کہ وہ دس مسلمان بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھادیں، تو انہیں آزاد کر دیا جائے گا۔ آپؐ نے خواتین کو بھی علم حاصل کرنے کی تاکید فرمائی۔ آپؐ نے فرمایا کہ طلب علم ہر مسلمان پر فرض ہے (خواہ وہ مرد ہو یا عورت) اسی طرح آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ علم و حکمت مومن کی متاع گم گشتہ ہے جہاں سے میسر ہو، حاصل کرنے کی کوشش کرے کیونکہ وہی اس کا سب سے زیادہ حق دار ہے۔

حصولِ علم کی اہمیت

مسلمان کو علم کی طرف سب سے زیادہ توجہ دینی چاہئے۔ قرآن نے دین کے بنیادی احکام کے ساتھ ساتھ دنیاوی، فلسفہِ تاریخ، غذا اور غذائیت اور سائنسی علوم پر غور و فکر کی بھی دعوت دی ہے۔ رزق حلال بھی اسلام کا تقاضا ہے اس لئے مومن کو معاشی علوم و فنون سے بھی غافل نہیں ہونا چاہئے۔ بندۂ مومن کی عبادات کا مقصد تقویٰ اور رضائے الٰہی کا حصول ہے۔ قرآن میں ارشاد ہے: اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا (الفاطر۔۲۸) "اللہ کے بندوں میں سے اہل علم ہی اللہ سے ڈرتے ہیں"۔ یہ بھی ضروری ہے کہ جو علم حاصل ہوا ہے۔ اسے آگے پھیلایا جائے۔ دیے سے دیا جلایا جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ آیَۃً یعنی مجھ سے ایک آیت بھی سنو تو اسے آگے پہنچادو، اس کی تبلیغ کرو۔ اسی طرح آخری حج کے موقعہ پر ارشاد فرمایا: فَلْیُبَلِّغِ الشَّاھِدُ الْغَائِبَ یعنی جو حاضر ہے۔ وہ اس تک میری یہ تعلیم پہنچادے جو یہاں نہیں، اور پھر حصول علم کے لئے عمر کی بھی کوئی قید نہیں۔ آپ نے ماں کی گود سے قبر میں اترنے تک حصول علم کا عمل جاری رکھنے کی ہدایت فرمائی۔ چنانچہ ارشاد ہوا: اُطْلُبُوا الْعِلْمَ مِنَ الْمَھْدِ اِلَی اللَّحْدِ کہ ماں کی گود سے لے کر قبر تک علم حاصل کرو۔ یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ مومن علم سے کبھی سیر نہیں ہوتا، حتیٰ کہ جنت میں پہنچ جاتا ہے۔

علم کی فضیلت

علم عظمت اور سربلندی کا ذریعہ ہے۔ زیور علم سے آراستہ لوگ اللہ کے زیادہ قریب ہوتے ہیں۔ اللہ کے نزدیک عالم اور جاہل برابر نہیں۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔ کہ "کیا وہ لوگ جو علم رکھتے ہیں اور وہ لوگ جو علم نہیں رکھتے برابر ہو سکتے ہیں"؟ جو لوگ نور ایمان سے منور ہو کر علم سے کام لیتے ہیں ان کے بارے میں فرمایا: یَرْفَعِ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ (المجادلہ۔۱۱) یعنی تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور جنہیں علم دیا گیا اللہ ان کے درجات بلند فرمائے گا۔ ایک مرتبہ رسول پاک ﷺ مسجد میں تشریف لائے۔ وہاں دو مجلسیں ہو رہی تھیں۔ ایک حلقہ ذکر تھا اور دوسرا حلقہ علم۔ آپؐ نے دونوں کی تعریف کی اور پھر علم کی مجلس میں شریک ہو گئے اور فرمایا کہ یہ پہلی مجلس سے بہتر ہے۔ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم جنت کی پھلواریوں میں سے گزرو، تو ان سے جی بھر کر فائدہ اٹھایا کرو۔ صحابہؓ نے پوچھا: جنت کی پھلواریاں کیا ہیں؟ فرمایا: علم کی مجلسیں۔

مندرجہ ذیل چند روایات سے علم کی اہمیت واضح ہوتی ہے:۔

علم حاصل کرو۔ اللہ کے لئے علم حاصل کرنا نیکی ہے۔ علم کی طلب عبادت ہے۔ اس میں مصروف رہنا تسبیح اور بحث و مباحثہ کرنا جہاد ہے۔ علم سکھاؤ تو صدقہ ہے۔ علم تنہائی کا ساتھی، فراخی اور تنگدستی میں

رہنما، غم خوار دوست، اور بہترین ہم نشین ہے۔ علم جنت کا راستہ بتاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ علم ہی کے ذریعے قوموں کو سربلندی عطا فرماتا ہے۔ لوگ علماء کے نقش قدم پر چلتے ہیں تو دنیا کی ہر چیز ان کے لئے دعائے مغفرت کرتی ہے، کیونکہ علم دلوں کی زندگی ہے اور اندھوں کے لئے بینائی۔ علم جسم کی توانائی اور قوت ہے۔ علم کے ذریعے انسان فرشتوں کے اعلیٰ درجات تک جا پہنچتا ہے۔ علم میں غور وخوض کرنا روزے کے برابر ہے۔ علم ہی کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی صحیح اطاعت اور عبادت کی جاسکتی ہے۔ علم سے انسان معرفت الٰہی حاصل کرتا ہے۔ اس کی بدولت انسان اللہ اور اس کے بندوں کے حقوق ادا کرتا ہے۔ علم ایک پیش رو اور رہبر ہے۔ اور عمل اس کے تابع ہے۔ خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو علم حاصل کرتے ہیں اور بد قسمت ہیں وہ لوگ جو اس سعادت سے محروم رہتے ہیں۔

اسلام اپنے ماننے والوں کو درس دیتا ہے کہ علم کی تلاش میں نکلو اور حکمت کے موتی جہاں سے ملیں انہیں حاصل کرو۔ علم کی فضیلت اس امر سے بھی ثابت ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ حکومت اور سلطنت سے اسی قوم کو سربلند فرمایا جسے علم وعمل میں برتری حاصل تھی۔ اسی اصول کی بنا پر حضرت آدمؑ بھی ملائکہ پر فضیلت لے گئے۔ علم ہی کی بنا پر مسلمان تمام دنیا پر چھا گئے تھے۔ مگر جب انہوں نے قرآن کی تعلیمات کو چھوڑا اور علم کی روشنی سے دور ہوئے، زوال کا شکار ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ روزانہ صبح وشام جو دعائیں مانگا کرتے تھے ان میں سے ایک یہ بھی ہے: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ عِلْمًا نَافِعًا یعنی اے اللہ! میں تجھ سے نفع دینے والے علم کی درخواست کرتا ہوں۔ اسی طرح یہ بھی مسنون دعا ہے کہ اے اللہ جو علم تو نے ہمیں دیا ہے، اسے ہمارے لئے مفید بنا اور ہمیں ایسا علم عطا فرما جو ہمیں نفع پہنچائے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی علم عطا فرمائے اور اس پر عمل اور اس کی اشاعت کی توفیق بھی نصیب فرمائے (آمین)

مشق

۱۔ قرآن کی روشنی میں علم کی اہمیت بیان کریں۔

۲۔ احادیث کی روشنی میں حصول علم کی اہمیت پر نوٹ لکھیں۔

۳۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں علم کی فضیلت بیان کیجئے۔

زکوٰۃ

(فرضیت، اہمیت اور مصارف)

فرضیت

زکوٰۃ کے لفظی معنی ہیں پاک ہونا، نشوونما پانا اور بڑھنا یہ مالی عبادت دین اسلام کا ایک رکن ہے۔ جو ایک صاحب نصاب مسلمان پر اپنے مال میں سے ایک خاص شرح کے مطابق فرض ہے۔ زکوٰۃ ادا کرنے سے مال میں برکت پیدا ہوتی ہے۔ اور آخرت میں اجر وثواب ملتا ہے۔ زکوٰۃ ادا نہ کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔ قرآن کریم میں اکثر مقامات پر نماز اور زکوٰۃ کی فرضیت کا ذکر ایک ساتھ کیا گیا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں "اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ" نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دیتے رہو۔ کا حکم بار بار دہرایا گیا ہے۔

اہمیت

زکوٰۃ کی اہمیت اس واقعہ سے بھی ظاہر ہوتی ہے کہ جب ایک مرتبہ ایک گروہ نے بارگاہِ نبوت پر حاضر ہو کر اسلام کی تعلیمات دریافت کیں، تو آپؐ نے اعمال میں سب سے پہلے نماز اور پھر زکوٰۃ کا ذکر فرمایا۔

رسول اللہ ﷺ کی رحلت کے بعد جب بعض لوگوں نے زکوٰۃ ادا کرنے سے انکار کیا تو حضرت ابو بکر صدیقؓ نے ان کے خلاف جہاد کیا۔ زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں کے خلاف قرآن نے سخت وعید سنائی ہے جس کا اندازہ قرآن مجید کی ان آیات سے لگایا جاسکتا ہے۔

"جو لوگ سونا چاندی سینت سینت کر (جمع کر کے، خزانہ بنا کر) رکھتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے۔ انہیں دردناک عذاب کی خبر سنا دیجئے۔ اس (قیامت کے) دن اس (سونے چاندی) کو جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا۔ پھر اس کے ساتھ ان کے چہرے، ان کے پہلو اور ان کی پشتیں داغی جائیں گی۔ (اور کہا جائے گا) یہ ہے وہ خزانہ جو تم اپنے لئے جمع کر کے لائے ہو۔ اب اس کا مزہ چکھو جو تم جمع کرتے رہے تھے۔ (التوبہ: ۳۴۔۳۵)"

زکوٰۃ سماجی فلاح و بہبود کا بہترین ذریعہ ہے۔ زکوٰۃ کے ذریعے معاشرے کے محروم اور مفلس لوگوں کی کفالت ہو جاتی ہے اور اس طرح معاشرے میں نفرت وانتقام کے بجائے ہمدردی واحترام اور باہمی محبت کے جذبات کو فروغ حاصل ہوتا ہے۔ زکوٰۃ دینے والے کے دل سے مال کی محبت مٹ جاتی ہے اور اللہ کی رضا حاصل کرنے کا جذبہ غالب آجاتا ہے۔ غریبوں سے ہمدردی ہو جاتی ہے اور دولت کے گردش میں آنے سے معاشرے کے افراد کی مالی حالت بہتر ہو جاتی ہے۔

مصارف

قرآن حکیم نے زکوۃ کے آٹھ مصارف بیان کئے ہیں۔

اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ (التوبہ ۶۰)

"زکوۃ تو غریبوں، مسکینوں، زکوۃ کے محکمے میں کام کرنے والوں اور ان لوگوں کے لئے ہیں جن کے دلوں کو اسلام کی طرف جوڑنا ہے۔ اور گردن چھڑانے میں (غلاموں کو آزاد کرانا) جو تاوان بھریں (قرض دار) اور خدا کی راہ میں اور مسافروں کے سلسلے میں۔ یہ خدا کی طرف سے ٹھہرایا ہوا ہے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے"

اس آیت کی روشنی میں زکوۃ کے آٹھ مصارف یہ ہیں:

(۱) فقرا (۲) مساکین (۳) عاملین (زکوۃ کے محکمے کے ملازمین) (۴) تالیف قلب (۵) رقاب (۶) غارمین (قرض دار) (۷) فی سبیل اللہ (۸) ابن السبیل (مسافر)

زکوۃ دیتے وقت پہلے اپنے قریبی رشتہ داروں کا خیال رکھا جائے۔ باہر کے لوگوں کو بعد میں دی جائے۔ اسی طرح جو لوگ خود بڑھ کر سوال نہیں کرتے غربت کے باوجود خوددار اور غیرت مند ہوتے ہیں انہیں تلاش کر کے زکوۃ و صدقات دئے جائیں۔

مشق

۱۔ زکوۃ کا مفہوم اور اس کی فرضیت بیان کیجئے۔

۲۔ زکوۃ کی اہمیت پر ایک نوٹ لکھئے۔

۳۔ قرآنی تعلیمات کی روشنی میں زکوۃ کے مصارف بیان کیجئے۔

۴۔ زکوۃ ادا نہ کرنے والوں کو قرآن نے کیا وعید سنائی ہے؟

طہارت اور جسمانی صفائی

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات اور دین فطرت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس دین میں تمام انسانوں، خاص طور پر مسلمانوں کو تمام چھوٹی اور بڑی باتوں سے قرآن وحدیث کے ذریعے آگاہ کردیا ہے اور نبی کریم ﷺ کو آخری نبی بنا کر اپنے دین کو عملی طور پر سمجھادیا ہے تاکہ ہر چیز واضح ہو جائے۔ چنانچہ طہارت اور پاکیزگی کے بنیادی اصول بتا کر صرف ایک آیتِ قرآنی اور ایک حدیث پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ (المدثر۔ ۴،۵)

"اپنے کپڑوں کو پاک رکھ اور ناپاکی سے دور رہ"۔

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِيْمَانِ

"طہارت وپاکیزگی ایمان کا حصہ ہے"۔

طہارت کے لغوی معنی پاک ہونے کے ہیں۔ آج کے دور میں صفائی کا خیال تو رکھا جاتا ہے اور شریعت کے اصولوں کو اپنائے بغیر عام غسل کرنے کو طہارت کے مفہوم میں لے آتے ہیں۔ حالانکہ طہارت کا شرعی مفہوم بالکل مختلف ہے اور شریعت کے بتائے ہوئے اصولوں اور اس کی شرائط کے مطابق صفائی نہ کی جائے تو طہارت نہیں ہوگی۔ اور طہارت کے نہ ہونے کی وجہ سے کوئی عبادت قبول نہ ہوگی۔

طہارت میں دو چیزیں شامل ہیں (۱) وضو (۲) غسل

نماز سے پہلے وضو کرنا فرض ہے بشرطیکہ جسم اور لباس پاک ہو اور اگر جسم ولباس پاک نہیں تو وضو سے پہلے غسل کرنا اور لباس کو پاک کرنا لازمی ہے۔

وضو: وضو کے چار فرائض ہیں:

(۱) چہرے کو دھونا (۲) کہنیوں سمیت ہاتھوں کو دھونا

(۳) سر کا مسح کرنا (۴) ٹخنوں سمیت پاؤں دھونا

ان کے علاوہ باقی چیزیں سنت اور مستحب ہیں۔

وضو کرنے کا طریقہ: وضو کا مسنون طریقہ حسب ذیل ہے:

(۱) اچھی طرح ہاتھوں کو دھونا (۲) تین بار کلی کرنا (۳) تین بار ناک میں اچھی طرح پانی ڈالنا (۴) چہرے کو پیشانی کے بالوں سے ٹھوڑی کے نیچے تک اور ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک اچھی طرح دھونا (۵) کہنیوں سمیت بازوؤں کو دھونا (۶) سر کا مسح کرنا (۷) ٹخنوں سمیت دونوں پاؤں کو دھونا (۸) وضو کرتے

ہوئے یہ خیال کرنا کہ پہلے جسم کا دایاں حصہ اور پھر بایاں حصہ دھویا جائے (۹) جسم کے اعضاء کو تین بار دھونا۔

غسل: غسل کے معنی اردو زبان میں نہانے کے ہیں۔ اگر جسم پاک نہ ہو تو وضو سے پہلے غسل کرنا واجب ہے۔ علاوہ ازیں انسان کو صاف ستھرا رکھنے کے لئے نہانے کی ترغیب دی گئی ہے۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے جمعہ کے دن غسل کرنے کو ہر مسلمان کے لئے مسنون قرار دیا ہے۔ اسی طرح عیدین (عید الفطر اور عید الاضحیٰ) اور عمرہ و حج کے لئے احرام باندھنے سے پہلے نہانے کو بھی اپنی سنت میں شامل کیا ہے۔۔ ان تمام مواقع پر نہانا بہتر اور مسنون ہے اور کچھ صورتیں ایسی ہیں جو کہ آپ اپنے اساتذہ سے پوچھ سکتے ہیں یا تعلیم الاسلام جیسی کتابوں میں پڑھ سکتے ہیں، جن میں غسل واجب ہے اور اگر ان حالتوں میں غسل نہ کیا گیا تو انسان گناہ گار رہے گا۔ اس کی عبادت قبول نہ ہو گی۔

غسل کا مسنون طریقہ: نہانے سے پہلے یہ ضروری ہے کہ جسم کا جو حصہ گندا ہے اسے دھو لیا جائے اور اس کے بعد اگر ہو سکے تو وضو کر لینا بہتر ہے وگرنہ تین بار اس طرح کلی کرنا کہ پانی حلق تک پہنچے اور پھر ناک میں پانی تین بار جہاں تک ممکن ہو آگے تک لے جائے۔ آخر میں پورے جسم پر کم از کم تین بار پانی بہایا جائے اور جسم کو اچھی طرح مل کر صاف کر لیا جائے۔

بہر حال مرد اور عورت کے لئے ضروری ہے کہ اس طرح نہائے کہ جسم کا کوئی حصہ اور کوئی بال خشک نہ رہے۔ پانی اعتدال کے ساتھ استعمال کیا جائے، خواہ مخواہ پانی ضائع نہ کیا جائے۔ غسل خانے میں نہایا جائے اور اگر غسل خانہ میسر نہ ہو تو کپڑا پہن کر مرد کے لئے نہانے کی اجازت ہے۔ البتہ عورت کے لئے ضروری ہے کہ پردے میں نہائے۔ غسل کرتے وقت گنگنانے اور باتیں کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

شریعت نے جو طریقے مقرر کئے ہیں ان کا مقصد انسان کو نقصان یا تکلیف پہنچانا نہیں بلکہ یہ تو اس کے فائدے کی باتیں ہیں۔ ہر نماز سے پہلے وضو کرنے سے ذہنی اور جسمانی سکون ملتا ہے۔ انسان صاف ستھرا رہتا ہے اور اس کی تھکاوٹ دور ہو جاتی ہے۔ نہانے سے پورا جسم صاف ہو جاتا ہے۔ اور اس طرح صفائی کے باعث بیماریوں سے کافی حد تک محفوظ رہتا ہے۔ وضو کرنے اور نہانے سے ظاہری صفائی بھی حاصل ہوتی ہے اور روحانی بھی۔ عبادت اور کام کرنے میں لطف آتا ہے اور اس طرح عبادت بھی قبول ہوتی ہے اور کام کرنے کی صلاحیت بھی بڑھ جاتی ہے۔

مشق

۱۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں طہارت پر ایک مختصر نوٹ لکھیے۔

۲۔ وضو کا طریقہ بیان کیجئے۔

۳۔ غسل کرنے کا مسنون طریقہ کیا ہے؟

۴۔ طہارت کے بارے میں ایک آیت اور ایک حدیث بیان کیجئے۔

۵۔ طہارت کے کیا فوائد ہیں؟

۶۔ خالی جگہوں کو مناسب الفاظ سے پر کیجئے۔

الف۔ جمعہ کے دن غسل ---------ہے۔

ب۔ عیدین کے دن غسل----------ہے۔

پ۔ غسل کرتے وقت پورے جسم پر----------مرتبہ پانی بہایا جائے۔

ج۔ پانی کا استعمال ----------کیا جائے۔

د۔ طہارت کے بغیر نماز----------ہو سکتی۔

صبر و شکر اور ہماری انفرادی واجتماعی زندگی

صبر و شکر ایک مسلمان کے ایسے اوصاف ہیں جو ایمان کے کامل ہونے کی دلیل ہیں۔ ان کے ذریعے انسان رنج و راحت اور خوش حالی و تنگ دستی میں ایسا طرز عمل اختیار کرتا ہے جو ایمان کے مطابق ہوتا ہے اور اللہ کے حکم کے مطابق ہوتا ہے۔ دنیا کی زندگی میں انسان کو جو حالات پیش آتے ہیں، وہ بعض اوقات اس کے لئے خوشگوار اور بعض اوقات تکلیف دہ ہوتے ہیں۔ ان دونوں صورتوں میں ایک مومن کو جو مثبت رویہ اختیا کرنا چاہئے وہ صبر و شکر کا رویہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہماری انفرادی واجتماعی زندگی میں صبر و شکر کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔

صبر کے لغوی معنی ہیں روکنا اور برداشت کرنا۔ اور اس کا مفہوم یہ ہے کہ ناخوش گوار حالات میں اپنے نفس پر قابو رکھا جائے۔ اور گھبرانے کی بجائے ثابت قدمی اختیار کی جائے یعنی پریشانی، تکلیف اور صدمے کی حالت میں پامردی، ثابت قدمی اور ہمت قائم رکھتے ہوئے اپنے رب پر بھروسا کیا جائے۔

شکر کے لغوی معنی ہیں کسی کے احسان و عنایت پر اس کی تعریف کرنا، اس کا شکریہ ادا کرنا، اس کا احسان ماننا اور زبان سے اس کا کھل کر اظہار کرنا۔ ان عنایات و احسانات کے اعتراف کے حوالے سے اللہ کی ذات سب سے زیادہ شکر کی مستحق ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی تعریف کی جائے اس کی عنایات کا اعتراف کیا جائے اس کے احسانات پر سجدہ شکر بجا لایا جائے۔ شکر کرنے کے تین طریقے ہو سکتے ہیں: (۱) زبان سے کلمات تشکر ادا کرنا، (۲) دل میں اللہ کی عظمت اور اپنی اطاعت و بندگی کا احساس اور (۳) اپنے عمل سے اللہ کے احکام کی بجا آوری اور اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کر دینا۔

قرآن کریم میں شکر کے متعلق بہت تاکید کی گئی ہے۔ اور فراخی و فراوانی انہیں لوگوں کا مقدر قرار دی گئی ہے جو شکر گزاری کا مظاہرہ کرتے ہیں اللہ نے فرمایا: لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ (ابراہیم۔۷) ترجمہ: اگر شکر ادا کرو گے تو تمہیں اور زیادہ دیا جائے گا۔

ایک مسلمان کو کوئی دکھ تکلیف یا پریشانی کا سامنا کرنا پڑے، تو اسے سوچنا چاہئے کہ یہ میری آزمائش ہے۔ اسے اللہ کے سوا کوئی دور نہیں کر سکتا۔ مجھے اس موقع پر بے صبری نے کام نہیں لینا چاہئے۔ اس حالت میں اللہ تعالیٰ سے مدد کی دعا کرنی چاہئے۔ اگر اس موقع پر صبر و ہمت سے کام لیا جائے تو اس آزمائش میں کامیاب ہونے پر بہترین اجر ملے گا۔ اس طرح اطمینان و ثابت قدمی کے ساتھ حالات کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت پیدا ہو گی۔ اور اللہ تعالیٰ ہر قسم کی پریشانی اور گھبراہٹ سے نجات دے گا۔

مسلمانوں کی اجتماعی زندگی میں بھی صبر کے مفید نتائج سامنے آتے ہیں۔ قوموں پر جب کوئی مصیبت یا برا وقت آجائے تو اس کا مقابلہ صرف ہمت اور صبر ہی سے کیا جا سکتا ہے۔ اگر ان حالات میں افراتفری، بد نظمی، مایوسی اور بے عملی کا مظاہرہ کیا جائے تو قومیں تباہ ہو جاتی ہیں۔ ایسی قومیں یہ ثابت کرتی ہیں کہ وہ آزمائش میں پورا اترنے کی صلاحیت نہیں رکھتیں اور عالمی برادری میں انہیں ایک باعزت مقام کا کوئی حق حاصل نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت انہیں کو حاصل ہوتی ہے جو صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے: اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ : بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب کو صبر کرنے کا حکم دیا، فرمایا: فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ (حضرت ایوب نے صبر کا اعلیٰ مظاہرہ کیا لہٰذا حضرت ایوب کو اللہ تعالیٰ نے ان کے صبر و استقامت کی بنا پر نِعْمَ الْعَبْدُ یعنی بہت اچھا بندہ قرار دیا)۔ قرآن کریم کی سورۂ احقاف آیت نمبر ۳۵ میں صبر کو اللہ تعالیٰ نے بڑے حوصلے والے رسولوں کی سنت قرار دیا ہے۔

دنیا اور آخرت میں حقیقی کامیابی کی خوشخبری کے حق دار وہی افراد ہیں جو صبر اختیار کریں۔ چنانچہ فرمایا: وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ: ترجمہ: (اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری سنا دیجئے) (البقرہ۔ ۱۵۵)

ہمیں چاہیے کہ اگر کوئی تکلیف یا مصیبت آپڑے تو اللہ کی رضا کی خاطر صبر و استقامت کا مظاہرہ کریں اور اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کا شکر ادا کریں۔ اسی میں ہماری دین و دنیا دونوں کی کامیابی ہے۔

مشق

۱۔ اسلامی تعلیمات میں صبر کی ترغیب کیوں دی گئی ہے؟

۲۔ قرآن و سنت میں شکر کی کیا اہمیت ہے؟

عائلی زندگی کی اہمیت

عائلی زندگی سے مراد ہے خاندانی زندگی۔ انسان پیدائش سے موت تک ساری زندگی اپنے خاندان میں گزارتا ہے۔ خاندان کے افراد مختلف رشتوں کی بناء پر ایک دوسرے سے منسلک ہوتے ہیں۔ انسانی تمدن کی ابتدا بھی خاندانی نظام سے ہوئی اور اس کی بقاء کے لیے بھی اس کا قیام ضروری ہے۔ گویا خاندان معاشرے کا بنیادی جزو ہے اور معاشرے کے اثرات خاندان پر بھی مرتب ہوتے ہیں۔ اگر معاشرہ خوشحال اور اسلامی طرز زندگی پر گامزن ہوگا تو خاندان پر اس کے اچھے اثرات پڑیں گے۔ اسلام نے انسانی معاشرے میں ایک مضبوط خاندانی نظام کے قیام کو بڑی اہمیت دی ہے۔

زوجین کا باہمی تعلق

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِیَسْكُنَ اِلَیْهَا

ترجمہ: وہی (اللہ) ہے جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا بنایا تاکہ وہ اس سے سکون حاصل کرے۔

اس طرح نکاح، ایک جوڑے کے درمیان عائلی زندگی کی جائز بنیاد فراہم کرتا ہے جس کے نتیجے میں پاکیزہ تعلقات وجود میں آتے ہیں۔ قرآن نے رشتہ ازدواج کو "احصان" کا نام دیا ہے جس کا مطلب ہے "قلعہ بند ہو کر محفوظ ہو جانا"۔ رشتہ ازدواج میں منسلک ہونے کے بعد زوجین "مُحْصِن" یعنی قلعہ بند یا محفوظ ہو جاتے ہیں۔ غیر اخلاقی حملوں سے بچاؤ کے لیے انہیں ایک مضبوط دیوار اور حصار مل جاتا ہے ہر ایک دوسرے کے لیے شریکِ رنج و راحت، بے لوث اور غمگسار ہوتا ہے اور مشکلات و مسائل کے حل میں دونوں ایک دوسرے کے مددگار ہوتے ہیں۔ یکسوئی نصیب ہوتی ہے۔ سوچ، غور و فکر اور ذہنی صلاحیتوں میں ایک اٹھان اور ان کے استعمال میں لانے سے آسانیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اس زندگی کا لطف اس وقت حدِ کمال کو پہنچ جاتا ہے جب گھر کے آنگن میں پھولوں جیسے بچے آجاتے ہیں جو والدین کے آپس کے تعلق کو اور مضبوط کرتے ہیں۔ ہر دو طرف سے محبت و احترام باہمی کا زمزم موجزن ہوتا ہے اور گھر واقعی ایک جنت نظر آتا ہے۔

نسلِ انسانی کی بقاء اور اسکی افزائش اللہ تعالیٰ کے نزدیک عائلی زندگی کا مقصد ہے اور اس پاکیزہ زندگی کا واحد راستہ عقدِ نکاح ہے، ورنہ فطرت کے وہ مقاصد کبھی حاصل نہیں ہو سکتے جو وہ اپنے سامنے رکھتی ہے۔ لہٰذا کسی معاشرے کی بنیاد خاندانی نظام اور مرد و عورت کی پاکیزہ عائلی زندگی ہے۔ جب اس بنیاد ہی کو

نیست و نابود کر دیا جائے تو معاشرہ کی شیرازہ بندی کس طرح ممکن ہے اور اسے انتشار سے کیونکر بچایا جاسکتا ہے۔

اسی لیے اللہ تعالیٰ نے عائلی زندگی کے استحکام اور بقاء کے لیے نہایت وضاحت سے ہدایات دی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے شوہر اور بیوی کے تعلق کو محبت اور رحمت کا تعلق قرار دیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً (الروم:۲۱)

"اور اللہ کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمہاری ہی جانوں سے تمہارے جوڑے پیدا کیے تاکہ تم ان سے سکون حاصل کرو اور اس نے تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کی۔"

گویا شوہر اور بیوی کا تعلق ایک طرف تو جبلّت کی تسکین کا باعث ہے اور دوسری طرف باہمی محبت، اعتماد اور رحمت کا ایک رشتہ ان کے درمیان پیدا کرتا ہے۔ دونوں روحانی تعلق کی بناء پر شاہراہِ حیات میں ایک دوسرے کے ہم سفر ہوتے ہیں اور ایک مقدس معاہدے کے تحت ایک دوسرے کے مونس و غمخوار ہیں۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرے پر منصفانہ حقوق مقرر کیے ہیں: وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ: (البقرہ:۲۲۸) (اور اسی طرح ان (عورتوں) کے حقوق ہیں جس طرح ان کے فرائض ہیں رواج کے مطابق)

زوجین کے حقوق و فرائض

اسلامی تعلیمات کے مطابق خاندان کی کفالت (نان نفقہ) مرد کی ذمہ داری ہے۔ اسے چاہیے کہ اپنی مالی حالت کے مطابق بیوی بچوں کے لیے اخراجات، لباس، اور مکان کا بندوبست کرے۔ بیوی کو اپنے مہر میں دی گئی رقم یا دیگر اپنی ذاتی ملکیت رکھنے اور کاروبار کرنے کا جائز حدود میں اختیار دے۔ بیوی کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔ اس پر ظلم و زیادتی نہ کرے۔ اس معاملے میں اللہ سے ڈرے اور عدل و احسان کا رویہ اختیار کرے۔ وراثت کے حقوق شریعت کے مطابق ادا کرے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ (النساء:۳۴)

نیک عورتیں فرمانبردار اور شوہر کی عدم موجودگی میں (اس کے گھر کی) محافظ ہوتی ہیں

بیوی کا فرض ہے کہ وہ شوہر کی عدم موجودگی میں اس کی تمام اشیاء کی ایک امانت کی طرح حفاظت کرے۔ اس کے راز افشانہ کرے۔ گھر کی باتیں دوسروں کو نہ بتائے اور اسکے اموال و اشیاء کے ساتھ ساتھ اسکی آبرو اور اس کے نسب و نسل کی بھی حفاظت کرے۔

آنحضور ﷺ کی زندگی بھی ہمارے لیے مینارۂ نور ہے۔ آپؐ نے فرمایا:

خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ وَاَنَا خَیْرُکُمْ لِاَھْلِیْ : "تم میں بہترین وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لیے بہترین ہو اور میں اپنے گھر والوں کے لیے تم سب سے بہتر ہوں"

نبی کریم ﷺ کا یہ بھی فرمان ہے کہ اچھی عورت وہ ہے کہ جب شوہر اسے دیکھے تو اسے مسرت ہو وہ اسے حکم دے تو اطاعت کرے اور اسکی عدم موجودگی میں اس کے مال کی اور اپنی حفاظت کرے۔

اولاد کے حقوق و فرائض

اسلام میں والدین پر اولاد کے حقوق مقرر ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَارًا : اے اہل ایمان! اپنے آپ کو اور اپنے اہل خانہ کو دوزخ سے بچاؤ۔ والدین کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے اولاد کی اچھی پرورش، تعلیم اور اچھی تربیت کا اہتمام کریں اور پھر اچھی جگہ ان کی شادی کریں۔ اولاد کے درمیان عدل و انصاف قائم رکھیں۔ والدین کی وفات کے بعد بھی اولادِ صالحہ ان کے نامہ اعمال میں نیکیوں میں اضافہ کا سبب ہوتی ہے۔

اولاد کے فرائض میں شامل ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے سوا والدین کا ہر حکم بجالائیں۔ ان سے رحمت و محبت اور نرمی کا رویہ اختیار کریں۔ ان کی رائے کو اپنی رائے پر مقدم رکھیں۔ خاص طور پر جب والدین بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کے جذبات کا خیال رکھتے ہوئے ان سے نرمی اور محبت سے پیش آئیں۔ اپنی مصروفیات سے مناسب وقت ان کے لیے مختص کریں۔ ان کی بھرپور خدمت کریں اور ان کی وفات کے بعد ان کے لیے مغفرت کی دعا کریں۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

فَلَا تَقُلْ لَّھُمَآ اُفٍّ وَّ لَا تَنْھَرْھُمَا وَقُلْ لَّھُمَا قَوْلًا کَرِیْمًا۔ وَاخْفِضْ لَھُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَۃِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْھُمَا کَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا (بنی اسرائیل:۲۳)

"ان دونوں کو اف بھی نہ کہو اور نہ ہی انہیں جھڑکو اور ان سے نرمی سے بات کرو اور رحمت کے ساتھ عاجزی کے بازو ان کے لیے جھکائے رکھو۔ کہو اے رب! ان دونوں پر رحم فرما جیسا کہ انہوں نے مجھے بچپن میں پالا"۔

مشق

۱۔ عائلی زندگی سے کیا مراد ہے؟

۲۔ خاندانی نظام کی اہمیت پر نوٹ لکھیں۔

۳۔ زوجین کے ایک دوسرے پر کیا حقوق ہیں؟

۴۔ اولاد کے حقوق و فرائض کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

ہجرت و جہاد

۱۔ ہجرت:

ہجرت کے معنی ایک جگہ چھوڑ کر کسی دوسری جگہ منتقل ہو جانا ہے۔ لیکن اسلام میں ہجرت کا مفہوم یہ ہے کہ کسی ایسی جگہ سے مسلمانوں کا کسی دوسری جگہ منتقل ہو جانا جہاں وہ محکوم اور مظلوم ہوں، برسر اقتدار لوگ انہیں اسلام پر عمل کرنے پر تکلیف دیتے ہوں لہٰذا ان کو وہاں اسلام پر زندگی گزارنا مشکل ہو تو ایسے حالات میں مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اس سرزمین کو چھوڑ کر کسی اور جگہ منتقل ہو جائیں۔ البتہ اگر ان کے پاس ہجرت کے وسائل نہ ہوں، یا کسی اور مجبوری کی وجہ سے ہجرت نہ کر سکتے ہوں۔ تو اس بات کا امکان ہے کہ اللہ انہیں معاف فرمادے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَفّٰھُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ ظَالِمِیْٓ اَنْفُسِھِمْ قَالُوْا فِیْمَ کُنْتُمْ قَالُوْا کُنَّا مُسْتَضْعَفِیْنَ فِی الْاَرْضِ قَالُوْٓا اَلَمْ تَکُنْ اَرْضُ اللّٰہِ وَاسِعَۃً فَتُھَاجِرُوْا فِیْھَا فَاُولٰٓئِکَ مَاْوٰھُمْ جَھَنَّمُ وَسَآءَتْ مَصِیْرًا ۝ اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ حِیْلَۃً وَّلَا یَھْتَدُوْنَ سَبِیْلًا ۝ فَاُولٰٓئِکَ عَسَی اللّٰہُ اَنْ یَّعْفُوَ عَنْھُمْ وَکَانَ اللّٰہُ عَفُوًّا غَفُوْرًا ۝ وَمَنْ یُّھَاجِرْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ یَجِدْ فِی الْاَرْضِ مُرٰغَمًا کَثِیْرًا وَّسَعَۃً وَمَنْ یَّخْرُجْ مِنْۢ بَیْتِہٖ مُھَاجِرًا اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ ثُمَّ یُدْرِکْہُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُہٗ عَلَی اللّٰہِ وَکَانَ اللّٰہُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا (النساء ۹۷۔۱۰۰)

"جو لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں جب فرشتے ان کی جان قبض کرنے لگتے ہیں، تو ان سے پوچھتے ہیں کہ تم کس حال میں تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم ملک میں عاجز و ناتواں تھے۔ فرشتے کہتے ہیں کیا اللہ کا ملک فراخ نہیں تھا کہ تم اس میں ہجرت کر جاتے۔ ایسے لوگوں کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ اور وہ بری جگہ ہے۔ ہاں جو مرد اور عورتیں اور بچے بے بس ہیں کہ نہ تو کوئی چارہ کر سکتے ہیں اور نہ رستہ جانتے ہیں۔ قریب ہے کہ اللہ ایسوں کو معاف کر دے۔ اور اللہ معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے۔ اور جو شخص اللہ کی راہ میں گھر بار چھوڑ جائے۔ وہ زمین میں بہت سی جگہ اور کشائش پائے گا۔ اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف ہجرت کر کے گھر سے نکل جائے۔ پھر اس کو موت آ پکڑے، تو اس کا ثواب اللہ کے ذمے ہو چکا۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے"۔

جہاد کے معانی محنت اور کوشش کے ہیں اور اسلام میں اس کا مفہوم ہے "حق کی سربلندی، اس کی اشاعت و حفاظت کے لئے ہر قسم کی کوشش، قربانی اور ایثار کرنا اپنی تمام مالی، جسمانی اور دماغی قوتوں کو اللہ کی راہ میں صرف کرنا۔ یہاں تک کہ اس کے لئے اپنے اہل و عیال، اپنے عزیز و اقارب، خاندان اور قوم کی جانیں تک قربان کر دینا۔ حق کے دشمنوں کی کوششوں کو ناکام بنانا، ان کی تدبیروں کو اکارت کر دینا، ان کے حملوں کو روکنا، نیز اس کے لئے اگر میدان جنگ میں آکر ان سے لڑنا پڑے تو اس سے بھی دریغ نہ کرنا" اسی لئے جہاد کو اسلام میں بہت بڑی عبادت قرار دیا گیا ہے۔

جہاد ایک منظم کوشش کا نام ہے اور اسلام میں اس کے واضح اصول و ضوابط ہیں۔ بغیر کسی نظم اور امیر کے کوئی شخص یا گروہ اپنی مرضی سے مسلح جدوجہد شروع کر دے، تو اسے جہاد قرار نہیں دیا جا سکتا۔ جہاد کے لئے ضروری ہے کہ ایک اسلامی ریاست کی طرف سے باقاعدہ اس کا حکم دیا گیا ہو۔ علماء و مجتہدین کے اداروں نے حالات اور اسباب کا بے لاگ جائزہ لے کر اس کے امکان اور ضرورت کا فیصلہ دیا ہو۔ اور اس کا مقصد مظلوم مسلمانوں کی امداد کرنا، اشاعت اسلام کے راستے کی رکاوٹوں اور فتنوں کو دور کرنا اور رضائے الٰہی کا حصول ہو۔

جہاد کا مفہوم بہت واضح ہے۔ بعض علماء کی رائے میں جہاد کی سب سے اعلیٰ قسم خود اپنے نفس کے ساتھ جہاد کرنا ہے اور وہ اسے "جہاد اکبر" قرار دیتے ہیں۔ بعض صحیح احادیث اور قرآن کریم سے بھی اس مفہوم کی تائید ہوتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ (العنکبوت ۶۹) یعنی: جن لوگوں نے ہمارے بارے میں جہاد کیا (یعنی محنت اور تکلیف اٹھائی) ہم ان کو اپنے راستے دکھائیں گے۔ اور یقیناً اللہ نیکوکاروں کے ساتھ ہے۔

جہاد کی ایک قسم "جہاد بالعلم" ہے۔ دنیا کا تمام شر اور فساد جہالت کا نتیجہ ہے اور اس کا دور کرنا ضروری ہے۔ اگر انسان عقل و شعور اور علم و دانش رکھتا ہے تو اسے چاہئے کہ دوسروں کو بھی اس سے فیض پہنچائے۔ قرآن نے یہ بات ان الفاظ میں واضح فرمائی کہ: اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ (النحل ۱۲۵) "لوگوں کو اپنے پروردگار کی طرف آنے کی دعوت حکمت و دانش اور خوبصورت نصیحت کے ساتھ کرو۔ اور ان سے مجادلہ (بحث و مباحثہ جنگ) بہت ہی خوبصورت طریقے سے کرو"۔ اسی طرح علمی انداز میں دین کی دعوت و تبلیغ بھی جہاد کی ایک قسم ہے۔ اور نتائج و افادیت کے لحاظ سے اس کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ سورۃ الفرقان میں اسے "جِهَادًا كَبِيْرًا" قرار دیا گیا ہے۔

جہاد کی ایک اور قسم "جہاد بالمال" ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو جو مال و دولت عطا کی ہے اس کا مقصد

یہ ہے کہ اسے اللہ کی رضا کے راستے میں خرچ کیا جائے اور حق کی حمایت و نصرت کے سلسلے میں انفاق سے گریز نہ کیا جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَھَاجَرُوْا وَجَاھَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ بِاَمْوَالِھِمْ وَاَنْفُسِھِمْ اَعْظَمُ دَرَجَۃً عِنْدَ اللّٰہِ "جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے ہجرت کی اور اللہ کے راستے میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کیا، یہ لوگ اللہ کے پاس نہایت بلند مرتبہ پر فائز ہیں"۔ جو لوگ مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی بجائے اس کی ذخیرہ اندوزی کرتے ہیں انہیں عذاب الیم کی "خوشخبری" دی گئی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وَالَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّھَبَ وَالْفِضَّۃَ وَلَا یُنْفِقُوْنَھَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَبَشِّرْھُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ: "اور وہ لوگ جو سونے اور چاندی کی ذخیرہ اندوزی کرتے ہیں اور اسے اللہ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے انہیں دردناک عذاب کی بشارت دے دو"۔

جہاد کی ایک قسم جہاد بالنفس یعنی اپنے جسم و جان سے جہاد کرنا بھی ہے۔ حتیٰ کہ اللہ کی راہ میں دین کے دشمنوں سے لڑتے لڑتے اپنی جان تک پیش کر دی جائے۔ عام طور پر جب لفظ جہاد بولا جاتا ہے تو اس سے یہی جہاد ہی مراد ہوتا ہے جس کو قرآن میں قتال کہا گیا ہے۔ جہاد کے لئے جنگی قوت کی تیاری کا حکم دیا گیا ہے اور جہاد میں شہید ہو جانے والوں کو مردہ کہنے سے بھی منع کیا گیا ہے اور ان کے متعلق بتایا گیا ہے کہ وہ اپنے رب کی طرف سے رزق پا رہے ہیں اور اس پر خوشیاں منا رہے ہیں ان کے لئے اجر عظیم، جنتوں اور بہترین ثواب کا وعدہ کیا گیا ہے۔

جہاد کی ایک قسم یہ بھی ہے کہ ہر نیک کام اور فرض کی ادائیگی میں اپنی جان و مال اور دماغ کی پوری قوت صرف کی جائے۔ ایک مرتبہ عورتوں نے جہاد کی اجازت چاہی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تمہارا جہاد حج مبرور ہے" ایک صحابیؓ جہاد میں شرکت کے لئے آئے تو آپؐ نے پوچھا کیا تمہارے ماں باپ ہیں۔ اس نے عرض کیا، جی ہاں۔ فرمایا تو تم ان کی خدمت کے ذریعے جہاد کرو۔ اسی طرح کسی ظالم حاکم کے سامنے کلمہ حق و عدل کہنے کو بھی جہاد بلکہ بہت بڑا جہاد قرار دیا۔ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ جہاد قیامت تک جاری رہے گا۔

مشق

۱۔ ہجرت پر تفصیلی مضمون لکھیئے۔

۲۔ جہاد سے کیا مراد ہے؟

۳۔ جہاد کی مختلف اقسام تفصیل سے بیان کریں۔

جملہ حقوق بحق بلوچستان ٹیکسٹ بک بورڈ محفوظ ہیں۔ تیار کردہ و منظور کردہ

وفاقی وزارت تعلیم حکومت پاکستان

قومی ترانہ

پاک سَر زمین شاد باد کِشورِ حَسین شاد باد
تو نِشانِ عزمِ عالیشان اَرضِ پاکستان
مرکزِ یقین شاد باد

پاک سَر زمین کا نظام قُوّتِ اُخُوتِ عوام
قوم، مُلک، سلطَنت پائِندہ تابندہ باد
شاد باد منزلِ مُراد

پرچمِ سِتارہ و ہلال رہبرِ ترقّی و کمال
ترجمانِ ماضی، شانِ حال جانِ اِستقبال
سایۂ خُدائے ذُوالجلال

کوڈ نمبر
No. IS(L)-IX-X/268

سیریل نمبر
8974

سال اشاعت	ایڈیشن	تعداد	قیمت
2004	1st	16000	13.00